اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

—— المصلح الموعودؓ ——

شہادت ۱۳۵۲ ہش —— اپریل ۱۹۷۳ء

قیمت سالانہ ۷ روپے

ماہوار پرچہ ۷۰ پیسے

بیرون پاکستان ہوائی ڈاک ۲ پونڈ

" بحری ڈاک ۱ پونڈ

ایڈیٹر

عبدالباسط شاہد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اِسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔"

——(الہام المسیح الموعود)——

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

——(المصلح الموعودؓ)——

ماہنامہ

خالد

ربوہ

شمارہ ۶	شہادت ۱۳۵۲ھش	جلد ۱۹

اپریل ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر

عبد الباسط شاہد

فہرست

پبلشر :- محمد شفیق قیصر

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر غربی ربوہ

سالانہ چندہ سات روپے / قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

اداریہ

ایمان کی برکات

ایمان عبارت ہے یقین اور نورِ بصیرت سے جو مومن کے دل میں جرأت، حوصلہ، امنگ اور عزم پیدا کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا کی راہوں پر چلنے کیلئے ہر قسم کی قربانی پر پوری بشاشت سے آمادہ کرتا ہے جو انقلاب پیدا کر دیتا ہے انسان کی زندگی میں اور جس کی موجودگی میں خدا تعالیٰ کے رستہ میں پیش آنے والے خطرات و ابتلاء پریشان خاطری اور انقباض کی بجائے آگے بڑھنے اور مزید قرب حاصل کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہ ایمان ہی ہے جو انسان کو ایک بہتر زندگی بسر کرنے کے مواقع مہیا کرتا ہے۔ اور جو پاک تبدیلی پیدا کرتا ہے اور جس کا یقینی نتیجہ روزمرہ کی خوشگوار زندگی ہوتی ہے۔ مومن اگر واقعی لذتِ ایمان سے سرشار ہو تو اسکی عام دنیوی زندگی بھی عام انسانوں کی سی نہیں ہوتی بلکہ نورِ بصیرت اور تقویٰ اس کے ہر کام میں بطور مددگار اور رہنما اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے معاملات صاف اور کھرے ہو جاتے ہیں۔ اسکی زبان حق و صداقت کے سوا اور کوئی کلمہ زبان پر نہیں لاتی اور اس کا قلب و دماغ کسی انسان بلکہ کسی بھی مخلوق پر ظلم، زیادتی اور دھاندلی کے متعلق سوچ ہی نہیں سکتا۔ وہ مخلوق کو "عیال اللہ" سمجھتے ہوئے اپنی تمام طاقتوں اور صلاحیتوں کو انکی ہمدردی میں صرف کرتا اور انکی خدمت میں راحت و سکون پاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہو اور ظاہری عبادات پر پوری سختی سے کاربند بھی ہو لیکن عملی زندگی میں اس کا نیک اور اچھا اثر نظر نہ آتا ہو تو وہ اپنے ایمان کے دعویٰ میں پوری طرح صادق نہیں سمجھا جا سکتا اور اسکے ایمان کے لئے کئی قسم کے خطرات درپیش ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

بے کار زندگی تھی جو دُوری میں کٹ گئی ؛ دیوار زہد خشک کی آخر کو پھٹ گئی

اور حقیقی ایمان کی برکات کے متعلق حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔" (الوصیۃ صفحہ ۱۲)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارا مذہب

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتاب اللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کریم کو ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔" (ایام الصلح ص۸۶-۸۷)

مکرم جناب نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم
تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء

مقام خلافت — حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نظر میں!

(۲)

انتخاب خلافت اور ریشہ دوانیاں

یہ ہے وہ شخصیت جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت نے یک زبان ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ منتخب کیا یا یوں کہنا چاہیئے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ منتخب کیا تھا کیونکہ خلیفہ کا انتخاب اگرچہ بظاہر مومنین کی رائے کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہی دلوں کو پھیرنے والا ہے اور اس انتخاب کے لئے وہی دلوں میں القا کرتا ہے کہ کسے خلیفہ منتخب کیا جائے۔

لیکن غالباً اسلئے کہ خلافت احمدیہ کے آغاز ہی میں اس کے استحکام اور تسلسل کے لئے تمام ضروری امور سامنے آجائیں۔ ایسے سامان پیدا ہوگئے کہ ان ایام کے بعض کمانڈین نے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں ہونی شروع ہوگئیں۔ یہی وہ باتیں تھیں جن کے جواب میں حضور رضی اللہ عنہ نے وہ ارشادات فرمائے جن سے خلافت کا صحیح مقام متعین ہوگیا۔ ان باتوں کی ایک ادنیٰ سی مثال اُس خط سے ملتی ہے جو سید محمد حسین صاحب نے یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء کو سید حامد شاہ صاحب کو لکھا۔ اس خط میں دیگر باتوں کے علاوہ انہوں نے تحریر کیا کہ :-

”حضرت مولوی صاحب کی طبیعت میں ضد اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ دوسرے کی سُن ہی نہیں سکتے۔ وصیت کو پس پُشت ڈال کر خدا کے فرستادہ کے کلام کی بے پروائی کرتے ہوئے شخصی وجاہت اور حکومت ہی پیش نظر ہے سلسلہ تباہ ہو تو ہو مگر اپنے مُنہ سے نکلی ہوئی بات نہ ٹلے — کوئی بھی نہیں پوچھتا کہ بھائی یہ وصیت بھی کوئی چیز ہے یا نہیں۔ یہ تو اللہ کی وحی کے ماتحت لکھی گئی تھی۔ کیا یہ پھینک دینے کے لئے تھی۔ اگر پوچھا جاتا ہے تو ارتداد کی دھمکی ملتی ہے۔ اللہ رحم کرے دل سخت بے کلی کی حالت میں ہے۔ حالات

آمدہ از قادیان سے معلوم ہوا کہ
مولوی صاحب فرماتا ہے کہ میں
کا گولہ دس دن تک چھوٹنے کو ہے
جو کہ سلسلہ کو تباہ و چکنا چور کر دیگا۔
اللہ رحم کرے۔ تکبر اور نخوت کی کوئی
حد ہوتی ہے۔ نیک ظنی کی تعلیم دیتے
دیتے بدظنی کی کوئی انتہا نظر نہیں
آتی۔ ایک شیعہ کی وجہ سے سلسلہ کی تباہی
اللہ رحم کرے۔ یا الٰہی ہم گنہگار ہیں
تو اپنے فضل و کرم سے ہی ہمیں بچا
سکتا ہے۔ اپنی خاص رحمت میں
لے لے اور ہم کو ان ابتلاؤں سے
بچا لے۔ آمین۔ اور کیا لکھوں بس
حد ہو رہی ہے۔"

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے انتخابِ
خلافت پر جو تقریر فرمائی وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے
کہ حضور اسے ایک بہت بڑا بوجھ تصوّر فرماتے تھے
اور ایک ایسی ذمہ داری جسے صحیح معنوں میں آسانی سے
ایک مامور ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ حضورؓ تو نماز کی امامت
سے بھی کتراتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
وصال کے بعد جانشینی کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے
آپ اس کوشش میں تھے کہ "میاں محمود کی تعلیم اس
درجہ تک پہنچ جائے"۔ اس تقریر میں حضور نے فرمایا :-

"یہ ایک بڑا بوجھ ہے خطرناک بوجھ
ہے اس کا اٹھانا مامور کا کام ہو سکتا
ہے کیونکہ اس سے خدا کے عجیب عجیب
وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں
کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے
ہیں۔ اس وقت مردوں اور عورتوں
کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے
نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان
بزرگوں (جن کا ذکر اس تقریر میں
حضور پہلے فرما چکے تھے) میں سے
کسی کی بیعت کر لو میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر حضور ہی کو منتخب
فرمایا۔ اس انتخاب کے بعد حضور کو سب سے بڑی خوشی
اسی بات کی تھی کہ جماعت میں وحدت قائم رہی۔
چنانچہ حضورؓ نے فرمایا :-

وحدتِ قومی

"دیکھو انسان جب مرتا ہے تو اس کے
اجزاء متفرق ہو جاتے ہیں مگر یہ خدا
کا خاص فضل ہے اس نے حضرت
مرزا صاحبؑ کی جماعت کو جو بمنزلہ
آپؑ کے اعضاء کے اور اجزاء کے
تھی اس تفرقہ سے بچا لیا اور اتفاق
اور اتحاد اور وحدت کے اعلیٰ مقام
پر کھڑا کر کے آپ کی زندگی اور حیاتِ
ابدی کا پہلا زندہ ثبوت دنیا میں
ظاہر کر دیا۔ صرف تجویزی ہی نہیں

کی بلکہ دشمن کے مُنہ پر خاک ڈال کر
وحدت کو قائم کر دیا۔"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ رجون ۱۹۰۸ء)

جماعت کے اتحاد اور وحدت کا حضور رضی اللہ عنہ کو اس قدر خیال تھا کہ حضور نے بار بار اس امر کی طرف جماعت کو توجہ دلائی چنانچہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۹ء کو عید الفطر کے خطبہ میں حضور نے فرمایا :-

"حضرت صاحب کے زمانے میں
مَیں نے ۴۰۰ کارڈ چھپوائے تھے کہ
۴۰۰ آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم
حضرت صاحب سے بیعت کر لیں گے
اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت
سے مخصوص ہے ۔ خدا نے خلوصِ نیّت کو
نوازا اور ۴۰۰ سے کئی لاکھ اس
جماعت کو بنا دیا۔ اب ضرورت
ہے اس جماعت میں اتفاق و اتحاد
اور وحدت کی اور وہ موقوف
ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔"

نیز فرمایا :-

"مَیں اس سے بھی کھول کر تم کو سُنانا
چاہتا ہوں کہ کوئی قوم سوائے وحدت
کے نہیں بن سکتی بلکہ مَیں تو کہتا ہوں کہ
کوئی انسان سوائے وحدت کے
انسان نہیں بن سکتا۔ کوئی محلہ سوائے
وحدت کے محلہ نہیں بن سکتا اور کوئی
گاؤں سوائے وحدت کے گاؤں
نہیں بن سکتا اور کوئی ملک سوائے
وحدت کے ملک نہیں بن سکتا اور
کوئی سلطنت سوائے وحدت کے
سلطنت نہیں بن سکتی ۔ دیکھو میری
آنکھ تو کہتی ہے کہ یہ زہر ہے اب
ہاتھ کہے کہ مجھے آنکھ کی پرواہ نہیں
اور وہ اُٹھا کر وہ زہر کھا لیتا ہے
تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسی
طرح گھر کی بات ہے کہ اگر بچہ اپنے
مربّی، اپنے باپ، اپنی ماں کی بات
نہیں سُنتا تو اُس کی تعلیم و تربیت کا
ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اسی طرح محلّہ،
ملک اور سلطنت کا حال ہے ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
کی تفسیر سے مَیں نے مرزا صاحب
سے سُنا ہے کہ اِهْدِنَا میں نَا
اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا
ہے کہ سوائے جماعت کے اللہ تعالیٰ
سے بعض خاص فضل کوئی انسان نہیں
لے سکتا ۔"

ان اقتباسات میں جہاں جماعت کی وحدت اور اُس کے اتحاد پر خوشی کا اظہار ہے اور اللہ تعالیٰ کے شکریہ کی ادائیگی کا جذبہ موجزن ہے وہاں اتحاد اور وحدت کے تسلسل کی بھی تلقین ہے۔ امام کو مربّی

اور وحدت سے انحراف کو زہر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ وحدت سے انحراف قوم و ملت کی زندگی کے لئے سمّ قاتل کا حکم رکھتا ہے اور قومی اور ملی زندگی کو نقصان پہنچے تو انفرادی زندگی کو سہارا کہاں سے ملے گا۔ گویا وحدت سے انحراف نہ انفرادی طور پر مفید ہے اور نہ قومی طور پر۔ اور جماعتوں میں وحدت کا قیام اور اسکے استحکام کا تسلسل منحصر ہے افرادِ جماعت کی اپنے امام کی اطاعت پر۔ اسی لئے حضور نے گھر، گاؤں، ملک اور سلطنت کی مثالوں سے یہ بات واضح کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

اگرچہ قومی وحدت کی ضرورت تو قوم کی زندگی کے ہر مرحلہ پر اہم ہے لیکن ابتداء ہی میں اس کے لئے بھرپور کوششیں ازبس ضروری ہوتی ہیں۔ یہی زمانہ قومی زندگی کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور مضبوط عمارت کے لئے مضبوط بنیادوں کی ضرورت ہوتی ہے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے روز ہی سے قومی وحدت کی تلقین شروع فرما دی اور پھر مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے اور مختلف پیرایوں میں اس امر کی اہمیت جماعت پر واضح فرماتے رہے۔

یہ خیال کہ حضورؓ کی طبیعت میں ضد پیدا ہو گئی تھی اور کسی کی بات سُن نہ سکتے تھے ایک ظالمانہ خیال تھا اور ان لوگوں کی طرف سے پیش کیا جاتا تھا۔ جو اقتدار کی ہوس رکھتے تھے اور جن کو وحدتِ قومی کی ایک ذرہ بھر پرواہ نہ تھی۔ اگر کسی کو "ارتداد کی دھمکی" ملتی تھی (یہ ان لوگوں کے اپنے الفاظ ہیں) تو یقیناً وہ وہی لوگ تھے جو وحدتِ قومی کی حیثیت سے جماعت کے اندر کم تھے اور باہر زیادہ۔ بعد کے واقعات نے بھی بتا دیا کہ ان کی نظریں باہر کی باتوں پر زیادہ تھیں اور اندر کی باتوں پر کم۔

انتخابِ خلافت سے قبل، اور انتخاب کے وقت بھی حضور ساری جماعت کے نزدیک سب سے بڑے عالمِ دین، سب سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص پَیرو اور ساری جماعت کے سب سے زیادہ ہمدرد تھے حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں :-

"وہ ہر ایک امر میں میری اس طرح پَیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفّس کی حرکت کی پَیروی کرتی ہے۔"

اور :- "اعلیٰ درجہ کا صدیق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے اور باریک بین اور نکتہ رس۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مجاہدہ کرنے والا اور کمال اخلاص سے اس کے لئے ایسی اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنے والا ہے کہ کوئی محب اس سے سبقت نہیں لے گیا۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

لیکن اِدھر خلافت کا انتخاب ہوا اور اُدھر بعض لوگوں نے اپنی من مانی نہ کر سکنے کی وجہ سے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ خلافت پر بحث ہونے لگی خلافت کے اختیارات کیا ہیں؟ خلیفہ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا؟ اُسے کس بات میں دخل دینے کا حق ہے اور کس بات

میں دوسروں کے فیصلوں کا پابند ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "الوصیت" جو بعض لوگوں کے خیال میں یہ تقاضا کرتی تھی کہ کسی کو خلیفہ منتخب کیا جائے اور اسی کے پیش نظر اوّل المہاجرین جو سب سے اَعْلَمْ اور اَتْقٰی اور حضرت امام علیہ السلام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست تھے اُن کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔ اب اُسی الوصیت کا حوالہ دیکر خلافت کی مخالفت شروع ہو گئی۔ چنانچہ حضور کو ایک خطبہ میں فرمانا پڑا:۔

"سب سے پہلے آدم کے زمانے میں مسئلہ خلافت پر بحث ہوئی پھر داؤد کو خلیفہ بنایا گیا۔ پھر نبی کریم کے زمانہ میں یہی مسئلہ پیش آیا مگر خدا کا انتخاب غالب رہتا ہے۔ یہ عیب چینی کی راہ بہت ہی خطرناک ہے۔ عیسائیوں نے اس راہ پر قدم مار انقصان اٹھایا۔ ایک نبی کی معصومیت کے ثبوت کے لئے سب کو گنہگار قرار دیا۔ پھر آریہ نے یہی طریق اختیار کیا وہ بھی دوسرے مذاہب کو گالیاں دینا چلتے ہیں۔ پھر شیعہ ہیں وہ بھی خلفائے راشدین پر تبرّہ بھیجنے کے گناہ میں پڑ گئے!"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۱۹۰۹ء)

خلافت کے انتخاب پر ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ حضور کو یہ خطبہ ارشاد فرمانا پڑا۔ جو اقتباس پڑھا گیا ہے اس میں ایک خاص پیرائے میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ خلافت کے قیام کے بعد اس پر بحث کرنا عبث اور گناہ کا باعث ہے اور یہ کہ خلافت کے انتخاب کے بعد اللہ تعالیٰ خود خلیفے کا حامی و ناصر ہو جاتا ہے اور اس انتخاب کو کامیاب کرواتا ہے۔ لیکن ریشہ دوانیاں جاری رہیں اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو عید الفطر کے خطبہ میں حضور رضؓ نے فرمایا:۔

خلافت کے متعلق حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وضاحت

"ایک خلیفہ آدم تھا اس کی نسبت فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ اب خود ہی اس کے بارے میں ارشاد ہے عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی۔ لیکن جب فرشتوں نے کہا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ تو اُن کو ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے ہیں فَاسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ آدم کو سجدہ کرو۔ چنانچہ اُن کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غوی تک کہہ لیا مگر فرشتوں نے چوں کی تو اس کو ناپسند فرمایا۔ میں نے کسی زمانے میں تحقیقات کی ہے کہ نبی کے لئے لازم نہیں کہ اس

کے لئے پیشگوئی ہو اور خلیفہ کے لئے
تو بالکل ہی لازمی نہیں۔ دیکھو آدمؑ
پھر داؤدؑ کے لئے کیا کیا مشکلات
پیش آئے۔ میں اس قسم کا قصہ گو واعظ
نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان
کے متعلق سناؤں مگر فَاسْتَغْفَرَ
رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ
سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو
تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے۔
تیسرا خلیفہ ابوبکرؓ ہے اس کے مقابلہ
میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں وہ
اتنے ہیں کہ ۱۳۰۰ برس گزر گئے مگر
وہ اعتراض ختم ہونے میں نہیں آئے۔
ابھی ایک کتاب میں نے منگوائی ہے
جس کے ۷۰۰ صفحات میرے پاس
پہنچے ہیں اس میں صرف اتنی بات پر
بحث ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ
بہتر ہے یا ابوبکرؓ۔ پھر شیعہ کہتے ہیں کہ
ان کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے کچھ پیشگوئی نہیں فرمائی۔ چوتھا
خلیفہ تم سب ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے
نے فرمایا ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ
فِي الْاَرْضِ اگلی قوموں کو ہلاک
کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔
لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ اب

دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔
چار کا ذکر تو ہو چکا اب میں تمہارا
خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیت
میں حضرت صاحب نے نورالدین کا
ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں ایسا ہی
آدم اور ابوبکر کا ذکر بھی پہلی
پیشگوئی میں نہیں۔ حضرت صاحب
کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ
ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں
جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ
تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر
۱۴ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت
مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ
قطعی ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک
بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے
چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر
بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو۔
اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر
نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری
خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو
اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ
خدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ فرماتا
ہے وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ
الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى
وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ

مُصَدِّقًا ۔

میں نے الوصیت کو خوب پڑھا
ہے۔ واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح
قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے
کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ
انہی متقیوں نے (جن کو حضرت صاحب
نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا)
اپنی تقویٰ کی رائے سے اپنی اجماعی
رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و
امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ
ہزارہا لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا
جس پر خود سوار ہوئے تو کیا خدا تعالیٰ
ساری قوم کا بیڑہ غرق کر دیگا ہرگز
نہیں پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب
معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اعقبہم
نفاقاً فی قلوبہم کے مصداق بنو گے۔
میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا اسلئے کہ
تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں
دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ
سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے
میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر
کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتے کو
ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان
بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ
تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا
اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ
ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ
اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کریگا
اس کے عجائبات قدرت بہت عجیب
ہیں اور اس کی نظر بہت وسیع ہے
تم معاہدہ حق پورا کرو پھر دیکھو
کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے
کامیاب ہوتے ہو۔ میرا ایک دوست
مجھے کہتا تھا کہ تم آگوں کو دباتے ہو
بجھاتے نہیں۔ میں نے کہا کہ جلدباز
بھلا میرا وزیر ہو سکتا ہے؟ ہم نے
آگوں کو دبا کر بھی بجھاتے دیکھا
ہے۔ میری ماں دہکتے ہوئے کوئلے
ایک گڑھے میں ڈال کر بند کر دیتی
تھی۔ تھوڑی دیر میں سب بجھ جاتے
تھے۔ دیکھو پانی کے لحاظ سے تو
وہ وعظ کیا ہے اور دبانے کیلئے
کوشش میں ہوں۔ ہم اور تم سب
مر جائیں گے۔ اگر کچھ تعصب تم میں
باقی ہیں تو پچھلی قوموں میں تفرقہ
پڑ جائے گا۔"

(خطبہ عید الفطر ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

خطبہ کا خلاصہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خلافت کے قیام اور

اس کے صحیح مقام کو سمجھنے کے لئے یہ خطبہ بہت بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں یکے بعد دیگرے جن باتوں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) خلافت کی مختلف قسمیں ہیں۔

(۲) خلیفہ کی اطاعت ضروری ہے حتیٰ کہ فرشتوں نے بھی اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈانٹ بتائی اور کہا کہ تم اس کی اطاعت کرو۔

(۳) پیشگوئی تو بعض نبیوں کے متعلق بھی موجود نہ تھی پھر خلیفہ کے متعلق پیشگوئی کے کیا معنی۔

(۴) حضرت حکیم الامت جماعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور اس کے لئے یہ ہرگز ضروری نہ تھا کہ الوصیت میں آپ کا نام (یعنی خلافت کے لئے) موجود ہوتا۔

(۵) بیشک الوصیت نے صدر انجمن کے اراکین کو بہیئتِ مجموعی خلیفہ کا لقب دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان تمام اراکین سے یہ فیصلہ کروایا کہ وہ ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور اس طرح شخصی خلافت قائم ہوگئی۔

(۶) خلافت کے قیام کے بعد جو شخص اس کی مخالفت کرتا ہے وہ خدا کا مخالف ہے اور اس میں نفاق پایا جاتا ہے۔

(۷) خلیفہ کبھی معزول نہیں ہو سکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح حضورؓ نے فرمایا اور خدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ اب میں یہ کُرتہ ہرگز نہ اُتاروں گا۔

(۸) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ جماعت ترقی کریگی اور اللہ تعالیٰ اسے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے عجائبِ قدرت بہت عجیب ہیں۔ یہ دراصل اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ باوجود اسکے کہ حالات دگرگوں نظر آئیں اور بادی النظر میں ایسا دکھائی دے کہ ترقی کے امکانات کم ہیں یا بالکل مفقود ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرنے پر قادر ہے اور وہ ہمیشہ اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے۔

(۹) خلافت کی اطاعت سے تمام ترقیات وابستہ ہیں۔ اسی بات کو حضورؓ نے دیگر کئی مواقع پر بھی کھول کھول کر بیان فرمایا کہ جماعت کی ترقی خلافت کی اطاعت سے وابستہ ہے۔

(۱۰) فتنے کو فرو کرنے کے کئی طریق ہیں خلیفۂ وقت جو طریق استعمال کرے اللہ تعالیٰ اسی میں برکت دے دیتا ہے اور خلافت ہی کے باعث لوگوں کے خوف کو امن میں تبدیل کر دیتا ہے۔

(۱۱) سب سے آخری بات جو اس اقتباس سے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ وحدت کا قیام اسلئے بھی ضروری ہے تا آئندہ نسلیں بھی متحد رہ سکیں اور اپنے اسلاف کی اس خوبی کی وجہ سے انہیں دُعائیں دیں نہ یہ کہ اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی وجہ سے وہ انہیں بُرا بھلا کہیں۔

(باقی)

مکرم چودھری شبیر احمد صاحب وکیل المال

وقفِ عارضی ــــ نعمتِ ربِّ عباد

تحریکِ وقفِ عارضی بھی اِک جہاد ہے
ہمّت کرو جو آپ کو فکرِ معاد ہے

ہر دل جو درد مند ہے مخلوق کے لئے
اِس وقت کی پکار پر کرتا وہ صاد ہے

دیکھو بچشمِ خود ذرا پھر کر جہان میں
اہلِ جہاں کو حق سے کہاں تک عناد ہے

محتاج ہے یہ ایک مسیح الزماں کا
مژدہ ہمیں یہ مخبرِ صادقؐ کا یاد ہے

احیاءِ دینِ سرورِ کونین کے لئے
اے دوستو اُٹھو کہ یہ وقتِ جہاد ہے

پھر وقفِ عارضی میں بھلا کونسی ہے روک
اے طالبو یہ شہر عروس البلاد ہے

قرآں کی روشنی سے منوّر ہے ہر گلی
دیدِ جمالِ یار سے ہر آنکھ شاد ہے

شبّیر معترف ہے زمانہ کہ یہ نظام
لاریب ہم پہ نعمتِ ربِّ عباد ہے

مکرم جمشید ہاشمی صاحب ربوہ
(قسط پنجم)

حضرت مسیحؑ کی گمشدہ بھیڑیں

بابلیوں کی حکومت کو خورس نے ۵۵۳ قم میں بغاوت کے ذریعہ اُلٹایا تھا۔ اس نے میڈا اور فارسیوں کی حکومت کو یکجا کر کے دونوں پر بادشاہت کی۔ خورس نے پہلے کروسس جو ایشیائے کوچک کا دارالسلطنت تھا ۵۴۶ قم میں فتح کیا۔ اس کے بعد ۵۳۹ قم میں اس نے بیل شذر کو مطیع کیا اور بابل کو جبریاس جنرل سے ہتھیار ڈلوا کر حاصل کر لیا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ بنی اسرائیل کے فلسطین سے اخراج کے بعد ارد گرد کے ممالک سے قبائل اور قومیں یہاں آکر آباد ہوتی گئی تھیں اور دوسرے بنی اسرائیل کی "اسیری" کو "قید" کے مترادف نہیں تصور کرنا چاہیئے۔ بلکہ بابل اور فارس و میڈیا کے علاقوں میں یہ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں لگ گئے تھے جیسا کہ یرمیاہ نبی کے مندرجہ ذیل مراسلے سے ظاہر ہے:۔

"اپنے اپنے گھروں کی تعمیر کرو۔ باغات اور کھیتیاں اُگاؤ۔ شادیاں کرو۔ بچے پیدا کرو۔ اپنے بچوں کی بھی شادیاں کرو۔ نسل کو بڑھاؤ اور امن سے رہو تا آنکہ وہ وقت آجائے کہ تم اپنے وطن واپس بلائے جاؤ۔ دعا کرتے رہو۔"
(بائیبل)

بہر حال خورس اگر ایک طرف خلیج فارس کے مشرق اور شمال مشرقی صوبوں کا بادشاہ تھا جسے اس زمانہ میں افغانستان اور ایران کہتے تھے اور دوسری طرف مغرب میں بحیرہ خزر (بحیرہ کیسپین) کے جنوب سے ایشیائے کوچک کے شمال مغربی دریائے ہیلیز تک کا علاقہ اس کے زیر نگیں تھا۔ دریائے ہیلیز بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل کے درمیان گرتا ہے۔ گویا کہ اس کی حکومت مشرق میں خلیج فارس تک اور مغرب میں بحیرہ خزر تک پھیلی ہوئی تھی اور اس نے اپنی تین ہمسایہ حکومتوں کو شکست دی تھی اور بابل جیسے مضبوط شہر کو بغیر لوٹنے اور برباد کرنے کے فتح کر لیا تھا۔ جہاں تک خورس کے مذہب کا تعلق ہے وہ شاید زرتشت نبی کا پیرو تھا۔ تاہم وہ رواداری اور صلح پسندی کے

جذبات کا حامل تھا۔ جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کو ۵۳۹ سے ۳۳۲ قم تک امن اور آزادی کا موقعہ ملا۔ چنانچہ اس زمانہ میں کوئی پچاس ہزار کے قریب یہودی خورس کی اجازت سے واپس اپنے وطن آئے (۵۳۸ قم)۔ اگرچہ کوئی تاریخی حقائق اس بارے میں پیش نہیں کئے جاسکتے کہ اتنے لوگ بیک وقت یوروشلم واپس آئے یا یوروشلم کا کنیسہ دوبارہ اس عرصہ میں تعمیر ہوا۔

خورس کے بعد جانشینی کے جھگڑوں میں ۵۲۰ قم میں دارا کامیاب ہوا۔ جس نے ہیکل سلیمانی کے دوبارہ تعمیر کی اجازت دی اور حکومت کی طرف سے مالی امداد بھی دی۔ اس طرح یہ کام ۵۱۶ قم میں تکمیل پذیر ہوا۔

تاہم پانچویں صدی قبل مسیح میں تاریخی حالات کے پیش نظر ہم تصور کی آنکھ سے جانچیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک چھوٹی سی جماعت یوروشلم کے اردگرد بیس میل کے علاقے میں آباد رہ گئی تھی جو زیادہ تر کھیتی باڑی پر گزارہ کرتی تھی۔ جن میں اشعیاہ اور ملاخی نبی مسیح کی آمد کی پیشگوئیاں کر رہے تھے اور نحمیہ اور عذرا نبی اپنی (باقیات بنی اسرائیل) قوم کی اصلاح و تجدید میں مصروف تھے۔ انکو اپنے فارسی گورنر کے زیر سایہ مذہبی آزادی حاصل تھی اسلئے وہ اپنے مذہبی رہنماؤں اور سول حاکموں کو "اندھے پہرہ دار، گونگے کتے، حریص اور جاہل چرواہوں" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ (بائیبل)

ان کے درمیان اب ایدومی، آمونی، فلسطینی، نباطی آباد ہو چکے تھے۔ آپس کی شادیاں عام ہو گئی تھیں۔ ہیکل اور اس کا ماحول باہم سازشوں اور بدعتوں کا مرکز بن گیا تھا اور یہودی مذہب میں نت نئی رسومات داخل کر دی گئی تھیں۔

ایرانی حکومت کے یہ دو سو سال یہودیت کی تاریخ میں بڑے اہم ہیں۔ کیونکہ اس کے بادشاہ اُوکس (۳۳۸ - ۳۵۸ قم) کو فلسطین میں ایک دفعہ پھر بغاوت کو فرو کرنا پڑا اور ہزاروں یہودیوں کو بطور سزا بحیرہ خزر کے پار جلاوطن کرنا پڑا۔ آخری شاہ فارس دارائے ثالث (کودومانس) ۳۳۱ - ۳۳۶ قم میں سکندر اعظم کا مقابلہ کرنا پڑا جس نے تین بڑی لڑائیوں کے بعد ایرانی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ تاہم یہودی مذہب کو آزادئ رائے اور تحفظ کے سبب پنپنے کا موقعہ ملا۔ سکندر اعظم کی موت کے بعد تین عظیم سلطنتیں معرض وجود میں آئیں۔ ایک مقدونیہ (یونان) کی حکومت، دوسری مصر کی اور تیسری سلوکس اوّل کی غیر متعین حدود کا ایک وسیع علاقہ تھا (۲۸۰-۳۱۲ قم)۔

بٹولمی گورنر نے ۳۱۲ قم میں فلسطین کو فتح کر لیا اور اس طرح فلسطین تقریباً دو سو سال قبل مسیح تک مصر کے کم و بیش زیر اثر رہا۔ بٹولمی نے کئی ہزار یہودیوں کو مصر بھجوا دیا۔ اکثروں کو اسیری کی حالت میں اور بعضوں کو رضاکارانہ طور پر۔ اس طرح یونانی تہذیب کا اثر ان ممالک پر گہرا ہوتا گیا۔ اسی زمانہ میں تورات کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ ہوا بلکہ علاقائی زبان آرامی

میں بھی ترجمے سُنائے جاتے تھے اور دیگر زبانوں میں تورات اور زبور وغیرہ کے تراجم دُور دراز علاقوں میں بھجوائے گئے۔ تاہم حکومت میں اثر و رسوخ پیدا کرنے کے لئے معاشرہ میں ہر قسم کی خرابیاں اور مخربات داخل ہو گئے تھے۔ رشوت، سازش اور ناجائز کاروائی عام ہو گیا۔

انطیاقس (۱۸۷-۲۲۳ ق م) نے مصر کو شکست دیکر فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے زمانے میں بھی بابل سے کئی ہزار بنی اسرائیل ایشیائے کوچک کی طرف بھجوائے گئے۔

سنہ ۱۷۵ ق م میں انطیاقس ایپی فنی نے جو بڑا جوشیلا مزاج اور حکمت عملی کا ماہر جرنیل تھا فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ اس نے یروشلم کے کنیسہ اور عبادت گاہ پر رومی دیوتا کا بُت کھڑا کر دیا اور صیہونیت کو ایذا رسانی سے دبانا شروع کر دیا۔ اسی کے زمانہ میں یہودیوں پر ظلم و تشدد اور "شہادتوں" کے قصے مشہور ہیں۔

یہودیوں کی جماعت غاروں میں چھپ کر رہتی رہی اور اپنی تورات اور مقدس کتب اور مسودات زیر زمین مدفون کرتے رہے اور یہودی ایک قسم کی "گوریلا جنگ" کرتے رہے۔ اور میکائیل کو "نجات" کے لئے پکارتے رہے۔

انطیاقس کے مرنے کے بعد فلسطین میں بڑی تیزی سے حکومت حاصل کرنے کے لئے خانہ جنگی ہوتی رہی۔ ادھر رومن حکومت میں فوجی سپہ سالاروں کی آپس میں جنگ بازی جاری تھی۔ رومن جرنل پومپی دریائے فرات تک قبضہ جمانے کے لئے میدانِ کارزار میں مصروف عمل تھا۔ سنہ ۶۳ ق م میں اس نے ہیکلِ سلیمانی کے مقدس پہاڑ پر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۳۷ ق م میں اس کا جانشین ہیرودِ اعظم تخت نشین ہُوا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد تک یہ قرن یکے بعد دیگرے واقعات سے اس قدر بھرپور ہے کہ بآسانی سے صاف تصویر نظر نہیں آتی۔ معاشرہ میں بدنظمی اور افراتفری کا دور دورہ تھا۔ یروشلم کے ارد گرد کے یہودی اپنی طرزِ معاشرت اور پیشوں کے لحاظ سے بہت نچلے درجہ سے تعلق رکھتے تھے۔ تمام شہر یونانی تہذیب سے متاثر تھے۔

یہودیوں اور عربوں میں دشمنی اور عداوت کارفرما تھی۔ یہودیہ صرف ایڈمایہ، گلیل اور باردن کے کچھ حصے پر مشتمل تھا۔ جس پر اس نے ہرقانس ثانی کو بطور کاہن اعظم مقرر کر رکھا تھا۔ مذہب پر فریسیوں کا اثر غالب تھا جن کے مقابل صدوقی گنہ گار لوگ سمجھے جاتے تھے۔ بہرحال ہیرودِ اعظم نے ۲۵ سال کی عمر میں سنہ ۴ ق م تک حکومت کی اور یہودیوں کی کاہنۂ اعلیٰ (SANHEDRIN) کو دبائے رکھا۔

ہیرودِ اعظم کی موت سے لیکر یروشلم کی آخری تباہی (سنہ ۶۳ء) تک کا زمانہ پونِ صدی عیسائیوں کے لئے بالخصوص اور ہمارے لئے بالعموم دلچسپی کا باعث ہے۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ مبعوث ہو چکے تھے۔ اور ان کو صلیب پر لٹکائے جانے کے بعد کے واقعات پُر اسرار اور حیرت انگیز ہیں:

ہیرود کے مرنے کے بعد اس کے چار بیٹے

جانشینی کے دعویدار ہے۔ اس دوران کنیسہ یروشلم
پر ایستادہ سونے کا عقاب اُتار لیا گیا۔ صومعہ کی
غلام گردش جلا ڈالی گئی اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔
بہرحال آگسٹس قیصر روم نے ہیرود کے خاندان
سے شاہی خطاب چھین لیا اور اس کی بجائے ان کو
صوبہ دار مقرر کر دیا۔ ان میں سے ہیرود کا بیٹا انٹی پاس
زیادہ دیر تک زندہ رہا۔ جس نے نباطی عرب کی ایک
لڑکی سے شادی کر لی تھی جس کی وجہ سے یوحنا (بپتسمہ
دینے والا) اور اس کا سسر اس سے ناراض ہو گئے۔
اور انہوں نے اس کی فوج کو شکست دیدی۔ یہ وہی
ہیرود ہے جس کی حکومت کے دوران حضرت مسیح
نے اپنی تعلیمات پیش کیں اور تبلیغ کی لیکن اسے حکومت
کے خلاف کارروائیوں کے جرم میں جلا وطن کر دیا گیا۔
۳۷ء میں اگرپا قیصر روم بنا جس نے یہودیوں سے
قدرے رواداری اور مہربانی کا سلوک کیا اور اس
طرح فلسطین کو ایک دفعہ پھر ایک ملک کی حیثیت
دیدی۔ فریسیوں سے ہمدردی کا سلوک کر کے ان کو
اپنے ساتھ ملا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کو
تکلیف اور مصیبت سے زندگی گزارنی پڑی۔
۶ء میں ہی یہودیہ اور سماریہ کی حکومت
رومی صوبے داروں (Procurators)
کے ہاتھوں میں تھی۔ یہ رومی فوجی افسر ہوتے تھے۔
جو متوسط طبقے سے چنے جاتے تھے۔ عام طور پر
یہودی مذہب سے نابلد ہوتے تھے لیکن زندگی
وموت کا اختیار ان کو حاصل ہوتا تھا۔ زمینوں
اور شخصی ٹیکس وصول کرتے تھے لیکن داخلی طور پر نظم و
نسق یہودی کاہینہ (SANHEDRIOV) کے ہاتھوں
میں تھا۔ ایسے سات صوبیدار حضرت مسیح کے زمانہ میں
مقرر تھے مگر ان سب میں سے پیلاطوس مشہور ہے۔
انجیل کی رو سے وہ ایک کمزور اور متذبذب مزاج کا
افسر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تاریخی معاملات کے لحاظ سے
وہ نہایت انصاف پسند، جارحانہ اقدام کرنیوالا
اور یہودیوں سے نہ ڈرنے والا ثابت ہوتا ہے۔
بہرحال اُس وقت رومن حکومت اور یہودی رعایا کے
درمیان مذہبی مداخلت اور بعض اخلاق سوز واقعات
کی وجہ سے خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ حالات اس قدر
بگڑ گئے کہ رومن حکومت کے خلاف یہودی بغاوت پر
آمادہ ہو گئے اور چار سال کے اندر اندر انقلاب عظیم
واقع ہو گیا۔ یہاں تک کہ کشت وخون اور قتل وغارت
کی مثال نہیں ملتی۔ اس بغاوت کو بڑے بڑے چار
حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) فلورس (۶۴-۶۶ء) کے جارحانہ اقدام سے
شامی حاکموں کا خاتمہ۔

(۲) ویسپاسین کا گلیل پر قبضہ (۶۷ء)۔

(۳) یروشلم میں خانہ جنگی اور ویسپاسین کا
حملہ (۶۸-۶۹ء)۔

(۴) طیطس کے ہاتھوں یروشلم کی بربادی (۷۰ء)

۷۰ء میں یروشلم کو مکمل طور پر زمین کے
برابر کر دیا گیا جس کے بعد بنی اسرائیل کا بطور ایک
قوم یا سیاسی گٹھ جوڑ کے لحاظ سے نام ونشان تک

باقی نہ رہا۔

مندرجہ بالا تاریخی داستان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جن قبائل کو اپنے ہمراہ لائے تھے۔ وہ زمانہ بعد زمانہ کنعان سے دُور دراز ملکوں میں یا تو از خود جاکر آباد ہو گئے اور یا بالجبر ملک بدر کر دیئے گئے تھے اور حضرت مسیحؑ جس قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے تھے وہ حقیقی طور پر وہاں موجود نہ تھی۔ ان میں سے باقیات صالحات کے طور پر صرف چند غریب اور مفلوک الحال لوگ رہ گئے تھے جنہوں نے خدا کے کلام کو سُنا اور قبول کیا۔ باقی بنی اسرائیل کی بھیڑیں اگر ایک طرف مصر اور حبشہ میں جاکر آباد ہو گئی تھیں یا دوسری طرف ایشیائے کوچک، یونان اور بحیرہ روم کے جزائر میں بکھری پڑی تھیں۔ اس کے علاوہ انطاکیہ، دمشق، عرب، ایران اور اس سے پرے افغانستان اور تبت و کشمیر کی وادیوں میں کھو گئی تھیں۔ چنانچہ یہ کوئی حیرت انگیز بات یا معمہ نہیں ہے کہ حضرت مسیحؑ صلیب سے بچائے جانے کے بعد کسی قافلے کے ہمراہ کشمیر تک آ گئے ہوں جہاں ان کو تبلیغ و تعلیم کے مواقع (پُر امن ماحول میں) وافر تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ماخذ

(1) The History of Israel by H. W Robinson Ph.D. (Reader Oxford University)

(2) A History of Jewish people by Charles Foster Kent (Professor Biblical litrature yale University.)

(3) Israel - from its beginning to 750 A.D. by Prof. Adolphe Lods (PARIS) translated by S.H. HOOKE Professor London University.)

مکرم خواجہ وحید احمد صاحب ربوہ

نیم — گوناگوں شفا بخش تاثیرات کا حامل

نیم کا درخت ہمارے ملک میں ایک مشہور عام درخت ہے اور اپنے گوناگوں طبّی خواص کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ یہ درخت اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کہ دیسی علاج میں اس کے تمام حصّوں سے کام لیا گیا ہے۔ یعنی چھال سے لیکر پتّے، پھول، پھل اور خود گٹھلیاں اپنے اندر خاص خاصیّت رکھتی ہیں۔ اس کی چھال میں تلخ اجزاء ہوتے ہیں جو نوبتی بخاروں کے لئے مفید ہوتے ہیں اور ٹھنڈک پہنچاتے ہیں۔

اس کے پتّے مصفّی خون اور دافع عفونت ہوتے ہیں۔ چنانچہ پتّوں سے تیار کیا ہوا جوشاندہ دافع عفونت ہونے کے علاوہ زخموں اور قرحوں کے لئے بطور غسول استعمال کیا جاتا ہے۔ جب صابن کا استعمال ممنوع ہو اور خرابیٔ خون کی حالت ہو تو اس کے پتّوں کا جوشاندہ نہانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے پتّوں کو اُبال کر تیار کی ہوئی ٹکیس اورام پر لگائی جاتی ہے۔

پتّوں کا عرق بھوک بڑھانے اور کمزوری دُور کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

سوزاک کی حالت میں جب ورم بیرونی ہو اس کے اُبالے ہوئے پتّوں کی پلٹس لگائی جاتی ہے یا مریض کو ٹب میں بٹھا کر غسل دیا جاتا ہے۔ اس سے پیشاب بلا تکلیف کے آتا اور صاف ہونے لگتا ہے۔

ایسے ہی اس کے پتّوں کی یہ خصوصیت ہے کہ درد گوش جو پھنسی کی وجہ سے ہو جائے پتّوں کو پانی میں جوش دیکر اس کا بھپارہ دیتے ہیں۔

اس کی چھال بھی اعلیٰ خواص رکھتی ہے اور خون کی مختلف خرابیوں کے ادراک میں مختلف نسخوں میں استعمال ہوتی ہے۔

سفوف کا جوشاندہ یا سیّال خلاصہ کی شکل میں بخاروں کے لئے مفید ہوتا ہے۔ بخار کیلئے نیم کی چھال کے جوشاندے میں قدرے سیاہ مرچ اور چرائتہ ملا کر دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

نیم سے تیار کیا ہوا ایک روغن تازہ دودھ میں ۱۰ قطرے ملا کر استعمال کرنے سے جذام کی ابتدائی حالتوں میں خون صاف کرنے کے لئے مفید ہوتا ہے۔

نیم کے پھلوں سے نکالا ہوا روغن خارش، کھجلی، خرابیٔ خون، زخموں اور قروح کی حالتوں میں خارجی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

قدرت نے اس کے پھولوں میں بھی عجیب خواص

رکھتے ہیں۔ اس کے پھول مختلف قسم کی مٹھائیاں تیار کرنے کے کام آتے ہیں جو مسکن اثر رکھتی ہیں اور خون کو صاف کرتی ہیں۔

نیم کی شاخوں کی مسواک عام طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے دانت خوب صاف ہوتے ہیں۔ بوسیدگی دنداں کا تحفظ ہونے کے ساتھ ساتھ جہاں دانتوں کو کیڑا نہیں لگتا وہاں سانس کی بدبو بھی دور ہو جاتی ہے۔

نیم کے درخت کا ہر گھر میں موجود ہونا اہل خانہ کو صاف ہوا دینے کے ساتھ ساتھ مختلف وبائی اور ملیریائی بخاروں سے بھی بچا سکتا ہے۔ یوں اس کا موجود ہونا ایک بہترین حفظ ماتقدم ہے۔

نیم کے دافع ملیریا خواص کا اعتراف اب اکثر چوٹی کے ریسرچ کارکن کرنے لگے ہیں۔ مغربی محققین اس کے دافع بخار خواص کو سنکونا سے مماثل سمجھتے ہیں +

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"اصل کام ہر احمدی مرد اور عورت کا قربانی ہے۔ ہر ایک عورت مرد سادہ زندگی بسر کرے کیونکہ ہم کو نہیں معلوم کیا کیا قربانیاں کرنی پڑیں گی۔"

اولیاء کی حکایتیں

(۱)

خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک دفعہ سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ بڑے پریشان رہنے لگے خلیفہ خود ہر وقت اس سوچ میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا۔ ایک دفعہ اسی پریشانی کے عالم میں بادشاہ کا گزر قبرستان سے ہوا۔ دیکھا حضرت بہلول مجذوبؒ بدستور اطمینان و سرور سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا۔

"آپ آبادی میں کیوں نہیں آتے ؟"

جواب دیا :- "ساری آبادی یہاں جو آ جاتی ہے۔"

(۲)

حضرت حاتم اصمؒ نے ایک مرتبہ فرمایا

"شیطان ہر روز صبح میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اے حاتم اصم! آج کیا کھائے گا؟ میں کہتا "موت"۔ پھر کہتا ہے کیا پہنے گا ؟ میں کہتا ہوں "کفن"۔ پھر کہتا ہے کہاں رہے گا ؟ میں کہتا ہوں "قبر میں"۔ یہ سن کر شیطان مایوس ہو کر چل دیتا ہے۔"

مرسلہ :- مکرم عبدالرب صاحب غیرت

○

مکرم مبشر احمد صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن
لاہور

رانی کھیت اور اس کا علاج

دُنیا میں مروجہ صنعت مرغبانی کی بنیاد بیسویں صدی کے آغاز میں رکھی گئی۔ آج یہ صنعت پہلے سے کہیں زیادہ ترقی کر چکی ہے۔ دنیا کے بیشتر ملکوں میں اس صنعت کو سائنسی اصولوں کی روشنی میں فروغ دیا جانے لگا ہے۔ ہمارے ملک میں گو وسیع پیمانے پر مرغیاں پالی جا رہی ہیں، دیہاتوں اور قصبوں میں مرغیاں پالنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، گوشت اور انڈوں کی مقامی ضروریات کے لئے چھوٹے چھوٹے یونٹوں میں مرغیوں کی افزائش کی جا رہی ہے تاہم قوت بخش لحمیات کی ابھی شدید کمی ہے۔ اسلئے اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ مرغیوں کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے۔

صنعتِ مرغبانی کی کامیابی کا راز جہاں سائنسی اصولوں کے مطابق مرغیوں کی بہتر نسل کشی، متوازن اور صاف ستھری خوراک اور پانی کے استعمال، مرغیوں کے لئے مناسب جگہ اور ہوا کی فراہمی، مرغی خانوں کی باقاعدہ صفائی، ان کی صحیح منصوبہ بندی اور عمدہ انتظام میں مضمر ہے وہاں مرغیوں کی بیماریوں کے مکمل انسداد پر بھی مبنی ہے صنعتِ مرغبانی کی راہ میں اہم رکاوٹوں میں سے مرغیوں کی مشہور مرض "رانی کھیت" ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے یہ مرض وبائی صورتوں میں مرغبانی کے لئے ایک بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ رانی کھیت شدید متعدی بیماری ہے جو زیادہ تر موسم برسات اور سرما میں مرغیوں میں بڑی سرعت کے ساتھ پھیلتی اور ان کی کثیر اموات کا باعث بنتی ہے۔ شرح اموات تقریباً ۳۰ سے ۸۰ فیصد ریکارڈ کی گئی ہے۔ البتہ چوزوں میں شرح اموات تقریباً ۱۰۰ فیصد ہے۔

سببِ مرض :-

یہ مہلک مرض ایک وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے جسے سنہ ۱۹۲۶ء میں پہلی دفعہ ایک سائنس دان ڈویل (DOYLE) نے نیو کیسل (New castle) میں واقع ایک فارم میں دریافت کیا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں رانی کھیت کے مقام پر پہلی دفعہ اس وائرس کی شناخت کی گئی۔ یہ وائرس آج دنیا بھر میں اپنے مہلک اثرات میں آفاقی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وائرس اس قدر باریک ہوتا ہے کہ اُسے صرف مخصوص الیکٹرونک

خورد بین میں سے ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ اس وائرس کی جسامت ۸۰×۱۲۰ ملی مائیکران ہوتی ہے (ایک مائیکران ۱/۱۰۰۰ ملی میٹر ہوتا ہے) یہ وائرس ایک مرغی میں دس ماہ تک زندہ رہ سکتا ہے۔ مرغیوں کے اندرونی اعضاء دماغ، پھیپھڑوں، تلی اور جگر میں بھی یہ بکثرت موجود ہوتا ہے۔ ان کے فضلوں اور رطوبتوں سے خارج ہوتا رہتا ہے۔ یہ وائرس بیمار پرندوں کی نقل و حرکت، گرد و غبار، پانی اور خوراک کی بدولت تندرست مرغیوں میں ان کے نظام تنفس و انہضام، آنکھ اور مقعد کے راستوں سے داخل ہو کر ایک ہفتہ کے اندر بیماری کی علامات پیدا کر دیتا ہے۔ مریض مرغی کے انڈے جو وہ بیماری کے دوران یا علامات ظاہر ہونے سے قبل بیماری کے مخفی زمانہ میں دیتی ہے وائرس زدہ ہوتے ہیں جو مرغی خانوں میں بیماری پھیلانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

علاماتِ مرض:-

چوزوں میں اس مرض کی علامات بڑی شدید نوعیت کی ہوتی ہیں۔ وہ سانس لینے میں دشواری اور شدید پیاس محسوس کرتے ہیں، کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں اور ایک طرف کونوں میں اکٹھے ہو جاتے ہیں، مُنہ اوپر اُٹھا کر بُری طرح ہانپتے ہیں۔ کھانسی کے ساتھ گلے سے تکلیف دہ آواز نکلتی ہے۔ مُنہ سے لیسدار مادہ خارج ہوتا ہے اور حلق میں چھوٹے چھوٹے سفید دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ زردی مائل اور سبز رنگ کے اسہال آتے ہیں۔ کلغی اور گالے نیلگوں ہو جاتے ہیں۔ پوٹا جمع شدہ خوراک کی وجہ سے پھول جاتا ہے درجہ حرارت بھی تیز ہو جاتا ہے۔ جب اعصابی اثرات شروع ہو جاتے ہیں تو ایک بازو، ایک یا دونوں ٹانگیں مفلوج ہو جاتی ہیں۔ گردن پیچھے کو مڑ جاتی ہے۔ توازن قائم نہیں رہتا اور وہ چکر لگاتے لگاتے گر پڑتے ہیں۔ یہی علامات بڑی مرغیوں میں دیکھی گئی ہیں مگر ان میں شدت کچھ کم ہوتی ہے۔

انڈے دینے والی مرغیاں انڈے دینا بند کر دیتی ہیں۔ جب مرض وبائی صورت میں حملہ آور ہوتا ہے تو تمام کے تمام پرندے اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جو پرندے اس مرض سے بچ نکلتے ہیں ان میں اس مرض کی کوئی نہ کوئی نشانی ضرور موجود ہوتی ہے مثلاً خم دار گردن، مفلوج بازو یا ٹانگ اور اندھا پن۔ اندرونی اعضاء میں پرندوں کی انتڑیوں میں سوزش ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اسہال آتے ہیں۔ سانس کی نالی شدید متورم ہو جاتی ہے جس سے لیسدار مادہ اور رطوبت جمع ہو جاتی ہے۔ پھیپھڑے گہرے سیاہی مائل اور سخت ہو جاتے ہیں۔ ہوا کی تھیلیاں اور دیگر جھلیاں موٹی اور گہری ہو جاتی ہیں جن میں خون کے دھبے بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔

انسدادی تدابیر:-

مرغیوں کی افزائش کے لئے حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی کو مقدم رکھنا از بس ضروری ہے بیماری کی حالت میں بیمار جانوروں کو مرغی خانوں سے

فوراً علیحدہ کر دیا جائے اور ان کو تلف کر دیا جائے۔ مرغی خانہ میں باقاعدہ جراثیم کُش ادویات سے صفائی کی جائے اور بیمار مرغی کو فارم میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اسی طرح ان فارموں میں انسانی آمد و رفت پر بھی پابندی ہونی چاہیئے۔ معیاری اور متوازن خوراک اور رہائش کا تسلی بخش نظام ہونا چاہیئے۔ مرغیوں میں باقاعدہ حفاظتی ٹیکہ کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ اس مرض کا سدِ باب قبل از وقت حفاظتی ٹیکہ کے صحیح اور باقاعدہ استعمال پر موقوف ہے جو صرف تندرست مرغیوں کو لگایا جاتا ہے۔ جو مرغیاں اس بیماری سے بچ نکلتی ہیں وہ قدرتی طور پر محفوظ ہو جاتی ہیں۔ ٹیکہ لگانے کے تقریباً دس تا بیس دنوں میں مرغیوں میں قوتِ مدافعت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ویکسین زندہ وائرس سے تیار کی جاتی ہے اسلئے اس ویکسین کو ہر وقت تھرماس میں یخ رکھنا اور دھوپ سے بچانا نہایت ضروری ہے۔ تیار شدہ محلول بھی دورانِ استعمال بدستور برف میں رکھا جانا چاہیئے اور تیاری کے بعد دو گھنٹوں کے اندر استعمال کر لینا چاہیئے۔

اس مرض کے خلاف پہلا ٹیکہ دس دن کی عمر کے چوزوں میں کیا جاتا ہے۔ ۔ اسی سی یخ بستہ کشید شدہ پانی میں ایک صد خوراک ایمپیول کی دو اخل کر کے ایک ایک قطرہ چوزوں کی آنکھ یا ناک میں ڈال دیا جاتا ہے۔ دوسرا ٹیکہ ایک ماہ بعد اور تیسرا ٹیکہ چار ماہ کی عمر میں دیا جاتا ہے۔ ۱۰۰ اسی سی یخ بستہ آب مقطر میں یکصد خوراک ایمپیول کی دو اخل کر لی جاتی ہے اور ایک سی سی فی جانور زیرِ جلد یا دون لحم ٹیکہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ حفاظتی ٹیکہ لاہور وٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں تیار ہوتا ہے اور قیمتاً دستیاب ہوتا ہے۔ شفاخانہ جات حیوانات میں بھی حفاظتی ٹیکہ مفت لگایا جاتا ہے۔

اخلاق ــــ ایک سیڑھی

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"قربِ الٰہی کے لئے اخلاق ایک سیڑھی ہے۔ جیسے چھت پر کوئی شخص بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھ سکتا اسی طرح کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور وظائف اور بیعت کا کوئی سلسلہ، کوئی نبی ولی کام نہیں آ سکتا جب تک اخلاق درست نہ ہوں۔ بلکہ یہ تمام باتیں اسی لئے ہوتی ہیں کہ اخلاق درست ہوں۔"

مکرم محمود مجیب اصغر بھیروی
خیر پور میرس (سندھ)

بایوکیمک طریقۂ علاج

بایوکیمک طریق علاج جرمنی کے ایک نامور ڈاکٹر ڈبلیو۔ ایچ شسلر ایم۔ ڈی کی ایجاد ہے جو صرف بارہ دواؤں کے استعمال پر مشتمل ہے۔ اس طریق علاج کو اب ایک باقاعدہ میڈیکل سائنس کا درجہ حاصل ہے۔

بنیادی نظریہ:۔ اس طریق علاج کی بنیاد اس نظریہ پر ہے کہ جسم انسانی کی بافتیں (TISSUES) جن خلیات (CELLS) پر مشتمل ہیں۔ ان کے کیمیائی اجزائے ترکیبی میں بارہ اِن آرگینک نمکیات بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر کبھی ان خلیات میں کسی اِن آرگینک مادے کی کمی ہو جائے تو متعلقہ خلیہ (CELL) کی کارکردگی میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی غیر صحت مندانہ کیفیت کا نام مرض ہے۔

کم ہو جانے والے نمک کا پتہ چلا کر اگر وہی نمک مریض کو مناسب صورت اور مقدار میں دوا کے طور پر استعمال کروایا جائے تو خلیہ کا کیمیائی عدم توازن درست ہو جاتا ہے اور مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

یہ طریق علاج قدرتی بنیادوں پر قائم ہے اور دواؤں کے ردّ و بدل اور ترمیم و تنسیخ سے مبرّا اور نہایت آسان ہے۔

۱۲ بایوکیمک ادویہ:۔ جسم انسانی کے خلیات کے اہم اجزاء مندرجہ ذیل ہیں۔ فولاد، پوٹاشیم، کیلشیم، سوڈیم، میگنیشیم، فاسفورس، سلفر، کلورین، فلورین اور سلیکا وغیرہ۔ امراض کا تعلق بیشتر حالات میں انہی اہم اجزاء کی کمی سے ہے۔ بایوکیمک ادویہ بھی انہی اجزاء سے مرکب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ فاسفیٹ آف لائم یعنی کلکیریا فاسفوریکا
۲۔ فاسفیٹ آف آئرن یعنی فیرم فاسفوریکم
۳۔ فاسفیٹ آف پوٹاش یعنی کالی فاسفوریکم
۴۔ فاسفیٹ آف سوڈا یعنی نیٹرم فاسفوریکم
۵۔ فاسفیٹ آف میگنیشیا یعنی میگنیشیا فاسفوریکم
۶۔ کلورائڈ آف پوٹاش یعنی کالی میوراٹیکم
۷۔ کلورائڈ آف سوڈا یعنی میگنیشیا فاسفوریکم
۸۔ سلفیٹ آف لائم یعنی کلکیریا سلفیوریکا
۹۔ سلفیٹ آف سوڈا یعنی نیٹرم سلفیوریکا
۱۰۔ سلفیٹ آف پوٹاش یعنی کالی سلفیوریکم
۱۱۔ فلورائڈ آف لائم یعنی کلکیریا فلوریکا
۱۲۔ سلیکا　یعنی سلیشیا

بایوکیمک ادویہ کا بارہ بروج اور تاریخ پیدائش کے ساتھ تعلق

ڈاکٹر جارج۔ ڈبلیو۔ کیری ایم ڈی کی تحقیق کے مطابق بارہ بایوکیمک ادویہ کا تاریخ پیدائش کے لحاظ سے ۱۲ بروج میں سے کسی ایک برج کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی برج سے متعلقہ نمک کی بالعموم اس میں بنیادی طور پر کمی ہوتی ہے۔ بسا اوقات مندرجہ ذیل نقشہ کی روشنی میں تجویز شدہ ادویہ حیرت انگیز اثر دکھاتی ہیں۔

تاریخ پیدائش	متعلقہ برج	متعلقہ اعضاء	متعلقہ دوا	متعلقہ غذائیں
۱- ۲۱ر مارچ تا ۲۰ر اپریل	حمل	سر۔ چہرہ۔ دماغ	کالی فاس	سلاد۔ انجیر۔ جَو۔ مغزیات
۲- ۲۰ر اپریل تا ۲۰ر مئی	ثور	گردن۔ گلا۔ حلقوم۔ دماغ کا زیریں حصہ	نیٹرم سلف	گاجر۔ مولی۔ مسور۔ موٹھ۔ جَو۔ مغزیات
۳- ۲۰ر مئی تا ۲۱ر جون	جوزا	ہاتھ۔ بازو۔ پھیپھڑے	کالی میور	سلاد۔ پنیر۔ جَو۔ انجیر
۴- ۲۱ر جون تا ۲۲ر جولائی	سرطان	سینہ۔ معدہ۔ نظام انہضام	کلکیریا فلور	کرم کلّہ (بند گوبھی) پنیر
۵- ۲۲ر جولائی تا ۲۲ر اگست	اسد	کمر کی ہڈی۔ قلب	میگنیشیا فاس	لوبیا۔ انڈا۔ پالک۔ ساگ۔ آلو بخارا۔ جَو۔ باجرہ مالٹہ۔ سنگترہ۔
۶- ۲۲ر اگست تا ۲۳ر ستمبر	سنبلہ	پیٹ۔ آنتیں	کالی سلف	انجیر۔ آلو۔
۷- ۲۳ر ستمبر تا ۲۳ر اکتوبر	میزان	پیٹ کا زیریں حصہ۔ گُردے۔	نیٹرم فاس	جَو۔ باجرہ۔ مسور۔ موٹھ۔ اخروٹ وغیرہ۔
۸- ۲۳ر اکتوبر تا ۲۲ر نومبر	عقرب	استفراغی۔ برازی اور اعضاء تناسل۔	کلکیریا سلف	کرم کلّہ۔ پیاز۔ نارنگی۔ مالٹا۔ سنگترہ
۹- ۲۲ر نومبر تا ۲۱ر دسمبر	قوس	رانیں۔ اعصاب۔ شریانیں۔	سلیشیا	پالک۔ سلاد۔ انجیر۔ سٹرابیری۔ جو۔ باجرہ
۱۰- ۲۱ر دسمبر تا ۱۹ر جنوری	جدی	گھٹنے۔ ہڈیاں۔ جوڑ۔	کلکیریا فاس	کرم کلّہ۔ لیموں۔ نارنگی۔ دودھ۔
۱۱- ۱۹ر جنوری تا ۱۹ر فروری	دلو	ٹانگیں۔ ٹخنے۔ دورانِ خون۔	نیٹرم میور	سنگھاڑا۔ آئیوڈین والی اغذیہ
۱۲- ۱۹ر فروری تا ۲۱ر مارچ	حوت	پاؤں۔ عروقِ جاذبہ کا نظام غدودوں کا نظام	فیرم فاس	پالک۔ ساگ۔ مسور۔ موٹھ۔ گیہوں۔ باجرہ۔ پیاز۔ آلو بخارا۔

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق۔ لاہور

حضرت مریمؑ — قرآن مجید اور تاریخ کی روشنی میں!

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے تحت "مرکزی بزم حسنِ بیان" کے زیرِ اہتمام سال نو کا پہلا کامیاب اجلاس مؤرخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۷۳ء ایوانِ محمود میں سوا چار بجے زیرِ صدارت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد منعقد ہوا۔ اجلاس میں مرکزی اداروں کے متعدد علم دوست احباب نے شرکت کی تلاوت مکرم مفتی احمد صادق صاحب نے کی اور نظم مکرم مظفر احمد صاحب منصور متعلم جامعہ احمدیہ نے پڑھی۔ ازاں بعد صاحب صدر نے فاضل مقالہ نگار کا تفصیلی تعارف کرایا۔ مقالہ ۴۵ منٹ تک پڑھا گیا۔ مقالہ کے بعد احباب نے بیس منٹ تک سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رکھا۔ اس پروگرام کے آخر میں صدر جلسہ نے فاضل مقرر کا اس جدید تحقیق پر پُرخلوص شکریہ ادا فرمایا اور ناظرین کو ایسی علمی تحقیقات جاری رکھنے کی تحریک فرمائی۔ اس کے بعد اجتماعی دُعا کے ساتھ بزمِ حُسنِ بیان خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا یہ پہلا اجلاس نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

محترم شیخ عبدالقادر صاحب نے حضرت مریمؑ کے متعلق قرآن کریم کی آیات اور ان کا ترجمہ پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد اپنی تحقیق پیش فرمائی جس کا ملخص درج ذیل ہے:۔

حضرت مریمؑ کی والدہ نے اپنے ہونے والے بچہ کو ہیکل کی خدمت کے لئے خدا کے حضور وقف کیا۔ اس کے بعد جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے ان کی والدہ نے بالکل چھوٹی عمر میں ہی حضرت مریم کو ہیکل میں کاہنوں کی زیرِ تربیت رہنے کے لئے اور ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص تصرف تھا کہ حضرت زکریاؑ جیسے بزرگ مربّی حضرت مریم کے کفیل بنے۔ اور اُن کی زیرِ تربیت حضرت مریم پروان چڑھیں۔ جب شادی کی عمر کو پہنچیں تو حسب رواج وہ ہیکل میں نہیں رہ سکتی تھیں۔ اسلئے اُن کی شادی کا انتظام کیا گیا اور قوم کے بزرگوں کے مشورہ سے انکی نسبت

یوسف نجار سے کر دی گئی۔ اس نسبت کے بعد یوسف نجار کو ایک لمبے سفر پر جانا پڑا اور حضرت مریم اپنے رشتہ داروں کے ہاں مقیم ہو گئیں۔ اغلباً اس وقت تک ان کی والدہ فوت ہو چکی تھیں اور والد تو بہت عرصہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اب حضرت مریم کو یہ ناخوشگوار واقعہ پیش آیا کہ خاندان کے بعض اوباش طبع نوجوانوں نے اُن کی طرف بُری نظر سے دیکھا جس کی وجہ سے حضرت مریم اپنے اس ماحول کو بھی خیر باد کہنے پر مجبور ہو گئیں اور قرآن کریم کے الفاظ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کہ "مریم بنت عمران جس نے اپنا ناموس محفوظ رکھا" میں اس قسم کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ بعدہٗ حضرت مریم نے ایک عبادت خانہ میں پناہ لی جس میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے الگ الگ رہنے اور تخلیہ میں عبادات بجا لانے کا پورا پورا انتظام تھا۔ اور یہ تمام لوگ نیک اور پارسا بزرگوں کی نگرانی میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس طرح حضرت مریم اپنے رشتہ داروں سے بالکل منقطع ہو گئیں۔ قرآن کریم کے الفاظ "فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا" میں اغلباً ان کی اسی حالت کی طرف اشارہ ہے۔

اس زہد و تعبد کے ایام میں روح القدس ایک پورے مرد کی شکل میں (بَشَرًا سَوِيًّا) ان پر ظاہر ہوئے اور انہیں ان کے بطن سے اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نبی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی۔ اس واقعہ کی تفاصیل کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ سورۃ آل عمران میں آتا ہے کہ "فرشتوں نے مریم کو پکارا"۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ کا نزول مختلف اوقات میں حضرت مریم پر ہوا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریاں دیتے رہتے تھے اور انہی واقعات میں سے روح القدس کا وہ ظہور بھی تھا جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضرت مریم بہت گھبرائیں کہ عبادت خانہ کے بزرگ کیا کہیں گے۔ تاہم وہ خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا و تقدیر کے آگے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے تھیں۔ ظاہر ہے کہ جب اس ماحول میں بھی حضرت مریم کی اس حالت کا چرچا ہوا ہوگا تو کئی قسم کی باتیں کی گئی ہوں گی۔ بعض لوگ ذاتی تجربہ کی بنا پر حضرت مریم کو پاکباز یقین کرتے تھے اور بعض اعتراض و طعن کرنے والے بھی تھے۔ چنانچہ حضرت مریم مجبور ہو گئیں کہ اس عبادت خانہ کو بھی خیر باد کہیں۔ ان کے منگیتر یوسف نجار کو جب حضرت مریم کے حمل کا علم ہوا تو اُن کے دل میں بھی مختلف قسم کے شکوک و شبہات پیدا ہوئے اور انہوں نے حضرت مریم سے مکمل طور پر منقطع ہونے کا اعلان کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اُن پر ظاہر ہوا اور اُن کو حضرت مریم کی پاکدامنی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین دلا دیا گیا جس کی وجہ سے وہ حضرت مریم کو بطور منکوحہ بیوی کے اپنے گھر

لے آئے۔ لیکن چونکہ حالات کچھ عجیب و عجیب رنگ اختیار کئے ہوئے تھے اور اگرچہ یوسف نجار کو حضرت مریمؑ کی پاکدامنی پر یقین ہو چکا تھا لیکن لوگوں کا مُنہ بند نہیں کیا جا سکتا تھا اسلئے ضروری سمجھا گیا کہ حضرت مریم اس جگہ سے کسی دُور علاقہ میں چلی جائیں۔ چنانچہ قرآن کریم بھی کہتا ہے "فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا" یعنی حضرت مریمؑ نے پیٹ میں اس بچہ کو اُٹھایا اور پھر اس کو لے کر ایک دُور کے مقام کی طرف چلی گئیں۔ اس "مَكَانًا قَصِيًّا" سے مراد یہودیہ کے جنوب میں عبرون شہر سے جنوب کی طرف ایک گاؤں تھا جہاں کھجوروں کی کثرت تھی اور اسی علاقہ میں حضرت مریم کی قریبی رشتہ دار حضرت زکریا کی بیوی الزبتھ بھی مقیم تھیں۔ چنانچہ حضرت مریم نے انہی کے پاس پناہ لی۔ وہیں حضرت عیسیٰؑ عین کھجوروں کے پکنے کے موسم میں پیدا ہوئے۔ کلیسیا نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ۲۵ دسمبر مقرر کی ہوئی ہے جو بالبداہت غلط ہے۔ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مریم کو جب وضع حمل ہوا تو کھلے میدان میں تھیں۔ چرواہے اپنے ریوڑوں سمیت کھلے میدان میں رات بسر کرتے تھے۔ اب یہ سردی کا موسم تو ہو نہیں سکتا کیونکہ شام اور فلسطین میں سردی میں برف باری ہوتی ہے اور کھلے میدان میں رات بسر نہیں کی جا سکتی۔ اغلباً یہ اگست ستمبر کا مہینہ تھا جس میں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔ اور یہی اس علاقہ میں کھجوروں کے پکنے کا موسم ہے۔

اس طرح مکاناً قصیاً یعنی ایک دُور دراز علاقہ میں حضرت مسیحؑ کی ولادت ہونے کی وجہ سے ان کے اپنے وطن کے لوگوں اور رشتہ داروں پر یہ معاملہ وقتی طور پر مخفی رہا۔ تاہم مصلحت اسی بات میں تھی کہ کافی عرصہ تک حضرت مریم اپنے بچے کو لیکر اپنے وطن میں نہ جائیں۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ یوسف نجار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب میں کہا گیا کہ وہ اپنی بیوی اور بچہ کو لیکر مصر چلے جائیں۔ چنانچہ یہ مقدس قافلہ مصر روانہ ہو گیا اور لمبے عرصے تک وہیں رہا۔ جس وقت حضرت مسیحؑ لڑکپن کی عمر کو پہنچے تو یوسف نجار کو خواب میں کہا گیا کہ وہ اب ان کو لے کر گلیل کے شہر ناصرہ میں چلے جائیں تا مقدس نوشتوں کے الفاظ پورے ہوں کہ "آنے والا موعود ناصری کہلائے گا"۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی جوانی اور لڑکپن کے ایام اپنی والدہ اور یوسف نجار کی معیت میں گلیل کے شہر ناصرہ میں گزارے اور تیس سال کی عمر میں انہیں یہیں خلعتِ نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت مریم علیہا السلام اپنے فرزند کو لیکر، جو خداوند کا نبی اور یہود کا مسیحا ہونے کا مدعی تھا، یروشلم کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت مریمؑ کا اصل وطن جہاں ان کے رشتہ دار رہتے تھے یروشلم کے قرب و جوار ہی میں تھا۔ اگرچہ حضرت مریم اور مسیح علیہ السلام کے گزشتہ تمام حالات کم و بیش مخفی ہی رہے تھے

تاہم باتیں نکل ہی جاتی ہیں۔ اور جس وقت حضرت مریمؑ نے اپنے بیٹے کی نبوت قوم کے سامنے پیش کی تو دریدہ دہن لوگوں نے اُن پر گندے اعتراضات کئے جن کا جواب خود حضرت مسیحؑ نے دیا۔ اس کی تفصیل قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اس کے بعد تین سال تک حضرت مسیح ناصریؑ کنعان کے یہودیوں کے ساتھ کشمکش کرتے رہے جس کا انجام واقعہ صلیب کی صورت میں نکلا جس وقت حضرت مسیحؑ صلیب پر چڑھائے گئے تو حضرت مریم بھی وہاں پہنچ گئیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور آہ و فغاں کرنے لگیں۔ زخموں کے صدمہ کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام بیہوش ہوگئے۔ ذرا ہوش آیا تو اپنی والدہ ماجدہ کو مصروفِ فغاں پایا۔ اُس وقت حضرت مسیح کے حواری اور شاگرد یوحنا بھی وہیں موجود تھے۔ حضرت مسیحؑ نے پکار کر اپنی والدہ سے کہا کہ یوحنا آپ کا بیٹا ہے۔ اور یوحنا سے کہا کہ یہ تمہاری والدہ ہیں۔ اس طرح گویا آپ نے مریم علیہا السلام کو یوحنا کی کفالت میں دے دیا اور حضرت یوحنا اپنے آقا کے حکم کی بنا پر مقدس مریم کو اپنے گھر لے آئے اور ان کی خدمت کرتے رہے۔ حضرت مسیح بے ہوشی کے عالم میں صلیب سے اتارے گئے اور ایک تہہ خانہ میں تین دن تک انہیں رکھا گیا۔ اور آپ کے زخموں کی مرہم پٹی کی گئی۔ چنانچہ ایسے یقینی شواہد میسر آگئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد ۵۰ دن تک حضرت مسیح یروشلم کے قریب چھُپ

میں مخفی رہے گو اپنے حواریوں سے مختلف مقامات پر ملتے رہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح اپنے حواریوں کو الوداع کہہ کر ایک سفر پر روانہ ہوگئے اور اسی سفر کے دَوران آپ نے حجاز اور البیت العتیق کی زیارت اور طواف کیا۔ اور جیسا کہ بعض روایات میں مذکور ہے آپ طواف کرتے وقت یہ الفاظ کہہ رہے تھے

"اے خداوند! میں تیرے دربار میں
حاضر ہوں۔ تیری عاجز لونڈی کا بیٹا
ہوں اور تیرے دربار میں حاضر ہوں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کشف میں حضرت عیسیٰؑ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد دس گیارہ سال تک حضرت مسیحؑ فلسطین اور شام کے علاقوں میں ہی مختلف مقامات پر آتے جاتے رہے۔ اس کے بعد یہود کو شک پڑ گیا کہ اغلباً یسوع مسیح زندہ ہیں۔ چنانچہ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے آپ کے ایک شدید دشمن پولوس کی قیادت میں ایک وفد شام روانہ کیا گیا۔ جس وقت پولوس شام پہنچے تو اُن کا حضرت مسیح کے ساتھ تقابل ہوگیا اور حضرت مسیحؑ کی نہایت محبت بھری آواز نے پولوس کو اپنی طرف مخاطب کیا اور یہ تقابل کچھ ایسے رنگ میں ہوا کہ پولوس حضرت مسیحؑ کے غلاموں کے حلقہ میں شامل ہوگئے۔ صلیب کے واقعہ کے دس گیارہ سال بعد تک حضرت مسیح شام و فلسطین میں رہے اور کسی دُور دراز ملک کا سفر نہ کیا لیکن اس کے بعد بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آپ نے دنیا کے ان ملکوں کے سفر

کا ارادہ کیا جن میں یہود کے "کہل" قبائل بکھرے ہوئے تھے۔ کہل کے معنوں میں بکھرنے اور متفرق ہونے کا مفہوم پایا جاتا ہے اور قرآن کریم کی آیت یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ کَهْلًا کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مسیح کی تبلیغ دو زمانوں پر مشتمل ہوگی۔ ایک وہ زمانہ جس میں آپ اپنے وطن میں تبلیغ کریں گے اور دوسرا وہ زمانہ جس میں آپ بنی اسرائیل کے بکھرے ہوئے متفرق قبائل یعنی "کھوئی ہوئی بھیڑوں" میں جائیں گے اور وہ ان کی آواز سنیں گے۔

حضرت مسیحؑ کے ان اسفار کے دوران میں حضرت مریم اغلباً حضرت مسیح کے حواری یوحنا کی حفاظت و کفالت میں ہی رہیں۔ لیکن اب جبکہ حضرت مسیح نے لمبے سفر کا ارادہ کیا تو روایات میں ذکر ہے کہ تین مریم نامی خواتین آپ کے ہمرکاب تھیں۔ "مریم" آپ کی والدہ ماجدہ۔ "مریم مگدلینی" آپ کی رفیقۂ حیات۔ اور "مریم" آپ کی بہن یا بنتِ عم۔

روایات سے اس بات کا بھی پتہ لگتا ہے کہ یہ مقدس قافلہ روم بھی گیا اور پھر روم سے واپسی پر ایشیائے کوچک سے گزرتے ہوئے یہ قافلہ عراق کی طرف بڑھا جہاں مسیح کے حواری پطرس پہلے سے موجود تھے۔ چنانچہ پطرس اپنے ایک خط میں مغرب کے مسیحیوں کو ایک مقدس خاتون کا سلام بھیجتا ہے۔ قیاس ہے کہ یہ سلام مقدس مریم کا ہی تھا۔ پھر حضرت مسیح اپنی والدہ وغیرہ کو لیکر مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور یہ قافلہ ایران اور افغانستان کے مختلف علاقوں میں گھومتا ہوا آخر کار کشمیر پہنچا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اٰوَیْنٰهُمَا اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ ۔ ہندوؤں کے بھوشیہ پران میں انہی ایام میں حضرت مسیح کی راجہ کنشک سے ملاقات کا ذکر ہے جس میں حضرت مسیح نے راجہ کو بتایا کہ آپ یوز آصف کے علاوہ عیسیٰ مسیح کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں۔ اس کے بعد راجہ کنشک نے حضرت مسیح کو ایک ایسے علاقہ کا حکمران بنا دیا جس میں کثرت سے بنی اسرائیل آباد تھے اور اس طرح قرآن کریم کے یہ الفاظ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ بھی بڑی شان سے پورے ہوئے۔ اسی علاقہ میں حضرت مسیح نے وفات پائی۔

حضرت مریم علیہا السلام کی وفات حضرت مسیح کی زندگی میں ہی کاشغر کے قریب ہوئی اور وہیں آپ کا مزار "مزارِ مریم" کے نام سے آج بھی موسوم ہے۔ اور تحقیق زیادہ تر اسی امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضرت مریم کا مزار یہی ہے۔ حضرت مسیح نے اپنے بعض شاگردوں کو جنوبی ہند کے ان علاقوں کی طرف بھی بھیجا جن میں یہودی آباد تھے۔ چنانچہ آپ کے ایک حواری تھوما نے مدراس کے علاقہ میں اپنا تبلیغی مرکز قائم کیا اور وہیں وفات پائی اور اس وقت بھی سینٹ تھوما کا مقبرہ اور خانقاہ مدراس کے علاقہ میں موجود ہیں۔

(مرتبہ لئیق احمد طاہر، مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم محمد احمد صاحب قریشی
ملتان چھاؤنی

بیادِ حضرت مصلح موعودؓ

موعود مصلح آیا اور آ کر چلا گیا
وہ قصرِ احمدی کو بنا کر چلا گیا
موعود تھا وہ فتح و ظفر کی کلید تھا
مغلوب ہر عدو کو بنا کر چلا گیا
ہر نوعِ علم کا تھا وہ غواص بے خطر
دریا وہ معرفت کے بہا کر چلا گیا
ربِّ جلیل نے جو امانتؔ سپرد کی
اس کو بخیر و خوبی نبھا کر چلا گیا
ہر کام میں تھا اپنے اولوالعزم بایقیں
ہر دل میں اک لگن سی لگا کر چلا گیا
ربوہ کی سرزمین گواہ ہے کہ وہ جری
اک شہر قدسیوں کا بسا کر چلا گیا
دشمن ہزار سر کو پٹکتا رہا مگر
اسلام کا سفینہ بچا کر چلا گیا
تحریک جو قدیم سے تھی اک منتظر
اس کو جدید شکل میں لا کر چلا گیا
مُردوں کو وہ مسیحا نفس اپنے ہاتھ سے
اک جام زندگی کا پلا کر چلا گیا

؎ یعنی خلافت۔

مدیر کی ڈاک

محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور تحریر فرماتے ہیں:۔

" چند دن ہوئے میں اپنے بعض پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا اس میں مجھے اپنے عرصۂ تبلیغ اگست ۱۹۲۸ء تا اخیر دسمبر ۱۹۴۲ء کی ڈائری پر مشتمل کاپی ملی جس سے ہر قسم کے کل سفر اور مختصر کارکردگی وغیرہ کو اکٹھا کر کے مقدار معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جس پر جو نقشہ تیار ہوا وہ شامل ہے۔ امید ہے کہ اگر اسے شائع کر دیا جائے تو نوجوانوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو اور خدمتِ سلسلہ کا احساس بیدار ہو اور اللہ تعالیٰ کام کی توفیق عطا فرمائے تو جوانی کے وقت میں نوجوان بہت کچھ کر سکتے ہیں اور انقلاب لا سکتے ہیں۔

سفر ریل	۱۲۲۸۵ میل
سفر بذریعہ موٹر و تانگہ	۲۹۱۷ میل
پیدل	۴۹۰
بذریعہ سائیکل	۲۰۲۷
کل میزان =	۱۸۸۱۹ میل

اس عرصہ میں تبلیغی اور تربیتی وعظ و نصیحت پر مشتمل لیکچروں کی تعداد ۲۵۴ - مناظرے ۳۹ - کل ۳۴۳ جماعتوں کا دَورہ کیا گیا۔

ایک دن میں زیادہ سے زیادہ پیدل سفر ۲۵ میل کیا اور بذریعہ سائیکل ۷۵ میل ؛

مکرم محمد انوار الحق صاحب
مغلپورہ لاہور

پنجگانہ نماز کا التزام

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ یعنی نماز مقررہ اوقات میں ادا کرنا مومنوں پر فرض ہے۔ عربی زبان میں الصّلٰوۃ (نماز) کے معنی الدّعا (دُعا) کے بھی ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الدّعاء مخ العبادۃ کہ دعا کرنا نماز کا اصل ہے۔ نماز ارکانِ اسلام میں سے دوسرا رکن ہے۔ نماز چھوڑنے والے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ :-

"مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا
فَقَدْ کَفَرَ"

یعنی جس شخص نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تو اس نے یقیناً کفر اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بار بار تاکید فرمائی ہے کہ نماز کو سنوار کر پڑھو۔ کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کُنجی ہے اور اسی میں ساری لذّات اور خزانے بھرے ہوتے ہیں۔

نماز کیا ہے؟ اس کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"نماز ایک سوال ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت درد اور رقّت کے ساتھ اپنے خدا کے حضور میں کرتا ہے کہ اس کو لقاء اور وصال ہو کیونکہ جب خدا کسی کو پاک نہ کرے کوئی پاک نہیں ہو سکتا اور جب تک وہ خود وصال عطا نہ کرے کوئی وصال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ طرح طرح کے طوق اور قسما قسم کے زنجیر انسان کی گردن میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ بہتیرا چاہتا ہے کہ یہ دُور ہو جاویں پر وہ دُور نہیں ہوتے۔ باوجود انسان کی خواہش کے کہ وہ پاک ہو جاوے نفسِ لوّامہ کی لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں۔ گناہوں سے پاک کرنا خدا کا کام ہے۔ اس کے سوا کوئی طاقت نہیں جو زور کے ساتھ تمہیں پاک کر دے۔ پس پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا نے نماز

دیکھی ہے۔" (لیکچر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

پھر فرماتے ہیں :-

"نماز کیا چیز ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح و تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعا ؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تاکہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں، وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچو تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہارے اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔" (کشتی نوح)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا اقتباسات سے نماز کی اہمیت و افادیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ نماز انسان کو ہر قسم کی برائی سے بچاتی ہے۔ انسان جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اسکے تمام خیالات دنیا سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کے حضور آجاتے ہیں اور نماز میں انسان اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے دور ہونے کے لئے اپنے رب سے دعا مانگتا۔ نماز انسان کو ہر قسم کی ظاہری اور باطنی برائی سے بچاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (عنکبوت) یعنی نماز انسان کو بدیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر بہتی ہو اور وہ اس نہر میں دن میں پانچ مرتبہ نہائے تو کیا کوئی میل اس کے جسم پر باقی رہ جائیگی؟ صحابہؓ نے عرض کی اس طرح تو میل باقی رہ ہی نہیں سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ اس ارشاد سے پتہ لگتا ہے کہ جس طرح روزانہ پانچ بار نہانے سے جسم پر کسی قسم کی میل وغیرہ نہیں رہتی اسی طرح ادائیگی نماز سے روح پر کسی قسم کی کوئی میل وغیرہ نہیں رہتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

جسم کو مل مل کے دھونا یہ کوئی مشکل نہیں
دل کو جو دھوئے وہی ہے پاک نزد کردگار

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور شہر

سالانہ تقریب:-

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ ۱۶ تبلیغ ۱۳۵۲ہش کو مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر کی سالانہ تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کے جملہ انتظامات کے لئے مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے اجلاس میں سب کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی اور ڈیوٹیاں سپرد کی گئیں۔

تلاوت، نظم، ملفوظات اور مشعل راہ کے درس کے بعد محترم قائد صاحب مجلس نے کارگزاری رپورٹ خدام الاحمدیہ بابت سال ۱۹۷۱-۷۲ء پڑھ کر سنائی۔

سالانہ رپورٹ کے بعد مکرم مولانا لئیق احمد صاحب طاہر مہتمم تعلیم مرکزیہ نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے چند ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

اس کے بعد مکرم و محترم جناب صدر صاحب مرکزیہ نے کارکردگی کے لحاظ سے اول آنے والے اراکین میں انعامات تقسیم فرمائے۔ کارکردگی کے لحاظ سے ناظمین میں خاکسار داؤد احمد شاکر معتمد اور زعماء صاحبان میں مکرم چوہدری فضل کریم صاحب زعیم حلقہ جھال خانوآنہ اول قرار پائے۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے گزشتہ سال کی کارکردگی پر فرمایا کہ ہمیں ہر وقت اپنے آپ کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے کہ آیا ہمارے اور ہمارے نفس کے درمیان کوئی دینی، روحانی یا جسمانی ترقی کرنے کے لئے جنگ جاری ہے یا نہیں۔ آپ نے خدام کو نصیحت فرمائی کہ تزکیہ نفس کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور اپنی زندگی کو حقیقی طور پر اسلام کی بنیادوں پر ڈھالنا چاہیئے۔ اور اپنی حالت کو دینی اور روحانی لحاظ سے انتہائی ترقی کی طرف لے جانا چاہیئے۔ ترقی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم ہر صورت میں نفس کی برائی کی مخالفت کریں اور اپنے نفس کی ایک مجاہدہ اور جنگ سے اصلاح کریں۔

آپ نے خدام کو حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی طرف توجہ دلائی کہ "جو میری دیواروں سے دور رہتا ہے اس کو موت در پیش ہے"۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں احمدی ہونے کی صورت میں کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ جو بھی مرکز یعنی خلیفہ وقت کی طرف سے پیغام پہنچے فوراً اسی پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ قرآن کریم کو خوب سمجھ کر پڑھنا چاہیئے اور اس کے مطالب کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ رسول کریمؐ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا چاہیئے۔

محترم صدر صاحب نے حضرت مسیح پاکؑ کی

کشتی نوح سے مخلوقِ خدا کی خدمت سے متعلق اقتباس
پڑھ کر سنائے۔ آپ نے فرمایا کہ مخلوقِ خدا کی بھلائی کیلئے
ہر وقت کوشش کرتے رہو۔ تمہارے اندر خدمتِ خلق
کا اس قدر جذبہ ہو کہ غیر آپ کے شدید مخالف ہونے
کے باوجود آپ پر حسنِ ظن کرنے لگیں۔ آپ ہر ماحول میں
اس طرح رہیں کہ لوگ آپ کے عملی نمونہ سے متاثر ہوں۔
خدمتِ خلق سے تبلیغ کا پہلو بھی نکلتا ہے کیونکہ ہم
خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغی جماعت ہیں ہم نے محض
اخلاق سے دنیا کو فتح کرنا ہے اسلئے اپنے اندر خدمت
خلق کا جذبہ پیدا کریں اور خدمت کر کے لوگوں کو اپنا
گرویدہ بنائیں۔ آخر میں مکرم چودھری غلام دستگیر
صاحب نائب امیر نے خدام الاحمدیہ لائلپور کی حسنِ
کارکردگی پر محترم صدر صاحب مرکزیہ کو مبارکباد پیش
کی کہ جن کی دعاؤں اور اصلاح سے لائلپور کے
نوجوانوں میں خدمت کا ایسا جذبہ پیدا ہوا ہے کہ جو
کام بھی ان کے سپرد کیا جاتا ہے باحسن طریق
انجام دیتے ہیں۔ آخر میں دعا ہوئی۔

ڈسپنسری خدمت :-

اجلاس کے بعد مکرم و محترم صدر صاحب نے
حلقہ بٹالہ کالونی میں مجلس کے تحت فری ڈسپنسری
کا افتتاح فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس
کا نام "ڈسپنسری خدمت" منظور فرمایا ہے۔
اس میں روزانہ شام کے وقت مریضوں کا مفت
علاج کیا جائے گا۔

ماہانہ تربیتی اجلاس :-

مورخہ ۱۶ ؍امان ۱۳۵۲ھش بروز جمعۃ المبارک
مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر کا ماہانہ تربیتی اجلاس
منعقد ہوا۔

اجلاس کا پروگرام نماز جمعہ کے بعد مکرم چوہدری
غلام دستگیر صاحب نائب امیر کی زیرِ صدارت تلاوت
قرآن پاک سے شروع ہوا جو مکرم شیخ گلزار احمد
صاحب نے کی۔ بعدہٗ محترم قائد صاحب مقامی نے
خدام کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد مرزا ظفر اقبال
صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھے
بعدہٗ مکرم و محترم میاں مبارک احمد صاحب قائد
ضلع نے نہایت خوش الحانی سے حضرت المصلح الموعودؓ
کے چند دعائیہ اشعار پڑھے۔

اس کے بعد مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
نے علمی مقابلوں میں امتیاز حاصل کرنے والوں میں
انعامات تقسیم فرمائے۔

اس کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف
نے خدام کو نہایت مفید اور سبق آموز نصائح
سے نوازا جن پر کہ موجودہ گندے ماحول میں ایک احمدی
خادم کو ضرور عمل کرنا چاہیئے۔ آپ نے خدام کو نصائح
کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ زمانے کے ماحول میں
ہر طرف برائی اور جہالت چھائی ہوئی ہے لیکن ہمیں
(خدام) اس ماحول سے گزرنا بھی ہے اور اس کے
بد اثرات کو قبول بھی نہیں کرنا۔

آپ نے خدام کو لمبے بال رکھنے، سینما بینی

اور سگریٹ نوشی کے نقصانات سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ سگریٹ نوشی اور سینما بینی اس گندے ماحول کی پیداوار ہے۔ آپ اس سے اجتناب کرنے سے بہت سا ملکی سرمایہ بچا سکتے ہیں۔

اس کے بعد مکرم نائب امیر صاحب نے مختصراً صدارتی خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

حاضری خدام = ۲۳۶

مجلس خدام الاحمدیہ لاڑکانہ

استقبالیہ:-

مورخہ ۲ر مارچ ۱۹۷۳ء شام چار بجے جب الحاج جناب علی احمد صاحب ابڑو امیر جماعت احمدیہ ضلع لاڑکانہ حج بیت اللہ سے واپس تشریف لائے تو مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاڑکانہ کی جانب سے انکا پُرجوش استقبال کیا گیا۔ مکرم امیر صاحب کو جلوس کی شکل میں مسجد احمدیہ انور آباد لایا گیا۔ سب دوستوں کو چائے پیش کی گئی۔ اس کے بعد مکرم جناب مولوی عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ضلع لاڑکانہ نے امیر صاحب کی خدمت میں منظوم سپاس نامہ پیش کیا۔ بعد میں مکرم امیر صاحب نے حج کے حالات مختصر طور پر سنائے اور ۵½ بجے شام دعا کے ساتھ کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

خاکسار۔ محمد اسمٰعیل ابڑو
معتمد قیادت ضلع لاڑکانہ

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی

اجلاس عام:-

مورخہ ۲۱ر جنوری بروز اتوار صبح ۱۰ بجے احمدیہ ہال کراچی میں مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے زیر انتظام خدام کا اجلاس عام منعقد ہوا جس میں ضلع کراچی کی آٹھ مجالس کے ۳۵۱ خدام نے شرکت کی۔

اجلاس عام کا آغاز:-

نئے سال کے اس پہلے عظیم الشان اجلاس عام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم قمر داؤد کھوکھر نے کی۔ اس کے بعد محترم قائد صاحب ضلع کراچی نے خدام سے عہد دُہرایا۔ عہد کے بعد مکرم شمس داؤد کھوکھر نے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم "نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

ضلعی سطح پر منعقد ہونے والے خدام کے اس اجلاس عام میں پہلی تقریر محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "خادم کا عہد اور اس کے تقاضے" کے موضوع پر فرمائی۔

بعدہٗ محترم ڈاکٹر قیس مینائی صاحب نے آنحضرتؐ کی مدح میں اپنا کلام پڑھ کر سنایا۔

آخر میں محترم منظور احمد صاحب شاد قائد ضلع کراچی نے خدام سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ قیادت ضلع کراچی کے تحت نئے سال کا یہ ہمارا پہلا اجلاس عام ہے اور آج کی حاضری دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ آئندہ مزید کوشش کریں اللہ تعالیٰ مزید برکت دیگا۔ آپ نے

فرمایا کہ اس قسم کے اجلاس کے انعقاد کا مقصد تربیت کے ساتھ ساتھ آپس میں محبت اور اخوت کا جذبہ پیدا کرنا ہوتا ہے اور ایسے مواقع پر ایک دوسرے سے ملاقات کر کے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح ایک دوسرے کے حالات اور خیریت کا علم ہوتا ہے۔ اس قسم کے بابرکت اجتماعات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود کا Motto دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے اس کے لئے اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت ضروری ہے۔ لوگ دنیاوی جائدادیں بنانے میں مشغول رہتے ہیں لیکن کیا انہوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ انہوں نے دین اور روحانی جائداد کے لئے کیا کام کیا ہے ہمیں اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کسی کی وفات کے بعد ہماری اولاد روحانی موت مر جائے۔

حاضری میں اوّل، دوم، سوم آنے والی مجالس کو انعامات:۔

قیادت ضلع کراچی نے اپنے اس سال کے پہلے اجلاس عام کو زیادہ سے زیادہ کامیاب کرنے کے لئے حاضری پر انعام رکھا تھا اور کم از کم معیار ۶۰٪ رکھا گیا تھا۔ اس اجلاس عام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ضلع کراچی کی کل آٹھ مجالس کے ۱۵۰۳ خدام نے شرکت کی اور درج ذیل مجالس علی الترتیب اوّل، دوم اور سوم آئیں:۔

مجلس عزیز آباد - اوّل
مجلس سوسائٹی - دوم
" مالیر - سوم

اجلاس کے اختتام سے قبل محترم قائد صاحب ضلع کراچی کی درخواست پر محترم مولانا سلطان محمود صاحب مربی سلسلہ نے اوّل، دوم اور سوم آنیوالی مجالس کے قائدین میں انعامات تقسیم فرمائے اور اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی۔ اس طرح قیادت ضلع کراچی کے تحت منعقد ہونے والا یہ شاندار اجلاس عام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(عبد الرشید سماٹری معتمد ضلع کراچی)

مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کراچی

باجماعت نماز تہجد:۔

مورخہ ۴ رامان ۱۳۵۲ھش کو مجلس کے تحت باجماعت نماز تہجد کا پروگرام تھا۔ جو کہ ۴ مراکز نماز میں ادا کی گئی جس میں مجموعی طور پر ۱۴۷ خدام نے شمولیت کی۔ پروگرام کے مطابق سائقین خدام کو بیدار کرنے کے لئے صبح ۴ بجے سے سرگرم عمل ہو گئے اور ہمارے نگران اعلیٰ مکرم انوار الحق صاحب کو جو نظام سائقین کے فعال ہونے کی نگرانی کر رہے تھے ڈیوٹی پر متعین پولیس والوں نے روکا اور ان کا نام پتہ نوٹ کیا۔ جب انہوں نے محبت بھرے لہجہ میں ان پر واضح کیا کہ وہ لوگوں کو نماز تہجد پڑھنے کے لئے اٹھانے جا رہے ہیں تو پولیس والوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں آپ ہمارے سامنے لوگوں کو بیدار

کریں تب آپ کو چھوڑیں گے۔ پولیس والے مکرم انوارالحق صاحب کے ساتھ صرف ایک خادم کے گھر تک ہی گئے۔ جب دستک دی تو خادم ابھی باہر نہیں نکلے تھے اُن کے ملازم نے یہ کہا کہ انوار صاحب آپ چلیں صاحب وضو کر کے آ رہے ہیں۔ ملازم کے مُنہ سے یہ الفاظ سُن کر پولیس والوں کو حیرت اور ندامت ہوئی اور آگے جانے کی بجائے وہ وہیں سے واپس چلے گئے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے باقی ساتھیوں کو بھی نماز تہجد باجماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (قائد مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی)

خصوصی رپورٹ تبلیغ برائے مجلت :-

شعبۂ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں مورخہ ۲۵/۲ کو مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کی زیر نگرانی ۸ خدام پر مشتمل ایک وفد نیا آباد کی بستی میں گیا۔ یہ ایک تو آباد چھوٹی سی بستی ہے۔ مکین خاصے غریب اور مزدور لوگ ہیں۔ وہاں مختلف گھروں میں جنہیں وہاں کی بستی والوں ہی نے تجویز کیا تھا۔ تقریباً پانچ درجن صابن کی ٹکیاں، ۱۵ سیر مختلف دالیں، ۲۰ سیر دالیں، ایک بوری آٹا، ایک درجن تیل کی ڈبیاں، ۴ درجن کپڑوں کے جوڑے اور ۱۳۰ روپے نقد تقسیم کئے۔ ان تمام اشیاء سے اہل بستی سے ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ ہم لوگوں کو فرشتۂ رحمت سمجھتے ہوئے بڑی قدر اور تشکر آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ بیش از بیش خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
(ناظم خدمتِ خلق مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی)

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

۱ - ماہانہ پروگرام جملہ ناظمین اور زعماء کو بھجوایا گیا۔
۲ - یکم سے ۱۰ فروری تک عشرہ تربیت منایا گیا۔ جس کا پروگرام تیار کر کے ۲۶ حلقہ جات میں بھجوایا گیا۔ سُست خدام کو نماز کا عادی بنایا گیا۔ تہجد اور نفلی عبادت کے سلسلہ میں بھی خاص کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۳۷ خدام نماز تہجد ادا کرتے رہے۔ ۱۲۸ خدام نے ۱۵۳ روزے رکھے۔
۳ - اسی طرح یکم فروری سے ۷ فروری تک ہفتہ وصولی منایا گیا۔ ۱۰ ناظمین نے ۲۰ حلقہ جات کا دورہ کر کے بقایاجات کی وصولی کی کوشش کی۔
۴ - ہفتہ شجرکاری کے سلسلہ میں ۲۲۷ خدام نے سات ہزار سے زائد گڑھے کھودے اور قریباً ۷½ ہزار پودے لگائے گئے۔
۵ - ماہ رواں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوح کا امتحان لیا گیا۔ ایک ہزار سے زائد خدام نے حصہ لیا۔
۶ - خدام الاحمدیہ کا اجتماعی وقارِ عمل مجلس ربوہ نے ۱۶ فروری بروز جمعہ صبح ۷ بجے مسجد اقصیٰ کے شمالی جانب اجتماعی وقارِ عمل منایا۔

جس میں ۳۰ فٹ لمبی ۲۰ فٹ چوڑی سڑک پر مٹی ڈال کر اسے قابلِ استعمال بنایا گیا۔ ایک ۲۰ فٹ لمبی پائپ نالی میں لگا کر مٹی ڈال کر راستہ ہموار کیا گیا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس صحت کے زیرِ ہدایت مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے زیرِ انتظام دوسرا آل ربوہ والی بال ٹورنامنٹ مورخہ ۲۳-۲۴-۲۵ فروری کو منعقد ہوا۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے فرمایا۔ ربوہ کی ۱۱ ٹیموں نے شرکت کر کے ٹورنامنٹ کو کامیاب بنایا۔

۸۔ ماہِ رواں میں مورخہ ۲۲ فروری کو مجلس مقامی ربوہ نے دریائے چناب پر ایک تفریحی پروگرام منایا جس میں جملہ ناظمین، بلاک لیڈر اور زعماء صاحبان کے علاوہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور بعض مہتممین مرکزیہ نے بھی شرکت فرمائی۔

اجلاس عام مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ :۔

مورخہ ۲۸ فروری کو نمازِ مغرب کے بعد مسجد مبارک میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس عام مکرم مولوی اللہ بخش صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

مکرم معتمد صاحب مرکزیہ نے خدام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ اور نماز باجماعت کے متعلق عمدہ پیرایہ میں تلقین کی۔ آخر میں مکرم چوہدری منیع اللہ صاحب سیال مہتمم مقامی نے چند ضروری ہدایات دیں اور دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

خاکسار۔ ناصر احمد صدیقی
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ

مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور ڈویژن

دو احمدی نوجوانوں کا اعزاز :۔

مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۷۳ء کو فائنل ٹیبل ٹینس سنگل میچ ہوئے۔ بہاولپور چیمپئن شپ کے مقابلہ میں MEN'S سنگل میں آغا جاوید اکبر صاحب نے چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا اور بوائز سنگل میں وسیم احمد صاحب نے چیمپئن ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین

(قائد علاقائی مجالس خدام الاحمدیہ بہاولپور)

مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب

ٹیکنیکل ٹریننگ نائٹ کلاس کا اجراء :۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ خوشاب کے فیصلہ کے مطابق ۳/۲/۷۳ کو نائٹ کلاس کا افتتاح عمل میں لایا گیا۔ سب سے پہلے ایک مختصر سا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم ملک فیروز خان صاحب صدر جماعت احمدیہ خوشاب نے کی۔ آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا جو کہ مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے کی۔ بعد ازاں مقبول احمد صاحب قمر نے مشعلِ راہ

سے ایک اقتباس پیش کیا جس میں حضرت المصلح الموعود نے فرمایا کہ ہماری جماعت کا ہر فرد سائنس کے ابتدائی اصولوں سے واقف ہو۔ پھر مکرم رانا حمید اللہ صاحب قائد مجلس مقامی نے خطاب فرمایا۔

بعدۂ مکرم صدر صاحب موصوف نے مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب کے اس کام پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور زیادہ سے زیادہ خدام کو اس میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی۔

بعد ازاں آپ نے اجتماعی دعا کروائی اور پھر مکرم خان عبدالغفار صاحب نے تختہ سیاہ کے سامنے آکر اپنے لیکچر کا آغاز کیا۔ آپ نے بجلی کے متعلق ابتدائی معلومات بہم پہنچائیں۔ پھر خان ظفر اقبال صاحب نے بڑے دلچسپ انداز میں سبق کا اعادہ کیا۔

آخر میں زیرِ تربیت خدام سے اشکال کے ذریعے سبق سنا گیا۔

وقارِ عمل :۔

پروگرام کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب نے تین اور چار فروری ۱۹۷۳ء کو مڈل سکول خوشاب کے بیرونی گیٹ والا پُل تعمیر کیا۔ اس پُل پر ڈیڑھ صد روپیہ خرچ آتا تھا مگر سکول کے پاس اس کے لئے اس قدر بجٹ نہ تھا۔ دوسری طرف پُل کے بغیر گزر بھی بہت مشکل تھا۔ چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب نے اپنی مدد آپ کے تحت اس پُل کو تعمیر کیا۔ ۳/۲ کو بعد نماز عصر اطفال نے مقامِ عمل پر جا کر گارا وغیرہ تیار کیا اور اینٹیں پُل کے قریب لا کر رکھیں۔ مورخہ ۴/۲ کو خدام نے ۱۰ بجے صبح وقارِ عمل منایا۔ قائد صاحب مقامی نے مستری اور باقی خدام نے مزدوروں کے فرائض سر انجام دیئے۔ اس کارِ خیر میں ۳½ گھنٹے وقت صرف ہوا۔ پُل کی تعمیر کے بعد اجتماعی دعا کروائی گئی۔

دوسرے دن ہیڈ ماسٹر صاحب اور دیگر اساتذہ کرام نے مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب کے اس کام کا معائنہ کیا اور مکرم رانا حمید اللہ صاحب قائد مجلس (جو کہ اسی سکول میں ٹیچر ہیں) کا خدمتِ خلق کے اس شاندار کام پر شکریہ ادا کیا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(صالح محمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب)

ضروری گزارش

• عدم گنجائش کی وجہ سے رپورٹیں بہت اختصار سے شائع کی جا رہی ہیں۔

• مجالس فرینکفرٹ جرمنی، اسلامیہ پارک اور کراچی کی طرف سے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد کے سانحۂ ارتحال پر تعزیت کی قراردادیں موصول ہوئی ہیں

• بعض مجالس کی طرف سے پیشگوئی مصلح موعود کی یاد میں جلسے منعقد کرنے کی خوشکن رپورٹیں بھی موصول ہوئی ہیں جو عدم گنجائش کی وجہ شائع نہیں کی جا سکیں۔ (ادارہ)

احمدی والدین سے عاجزانہ اپیل

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ ۱۹۶۷ء میں اطفال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"مسلمانوں کی بعد میں آنے والی نسلوں نے اپنے بچوں کا خیال نہیں رکھا۔ وہ یہ سمجھے کہ ہم قرآن کریم کو سیکھے ہوئے ہیں۔ پڑھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں کی اور خیال کیا "جب وہ بڑا ہوگا آپ ہی سیکھ لے گا" بعض ماں باپ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں لیکن جو بچہ بچپن میں نہیں سیکھتا وہ "بڑے ہو کے" کس طرح سیکھ جائے گا۔ اسے کون سکھائیگا"

(خطاب سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ ۱۹۶۷ء)

ہم نہایت ادب اور احترام کے ساتھ معزز احمدی والدین سے عاجزانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دیں اور ان کی ہر حرکت و سکون کی نگرانی کریں اور ہر اس بات سے روکیں جو تقویٰ کے خلاف ہو اور ہر اس بات کو اختیار کرنے کی ترغیب دیں اور تلقین کریں جس سے رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہو۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "ہر نگران سے اسکے ماتحتوں کے بارہ میں پوچھا جائے گا" چونکہ اولاد ماں باپ کے ماتحت ہوتی ہے اسلئے انکی تعلیم و تربیت اور نگرانی کے بارہ میں یقیناً اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"بچے قوم کی دولت ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم اس دولت کی حفاظت کریں"

ذیل میں چند امور درج ہیں تاکہ والدین ان کی روشنی میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا مستقل پروگرام مرتب کر سکیں۔

- کیا آپ کا بچہ قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ، نماز سادہ اور باترجمہ جانتا ہے؟
- کیا آپ کا بچہ نماز پنجوقتہ مسجد میں باجماعت ادا کرتا ہے؟
- کیا نماز جمعہ باقاعدگی سے پڑھتا ہے؟
- کیا قرآن شریف کی روزانہ تلاوت کرتا ہے؟
- احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء اور سلسلہ کی کتب کے مطالعہ کا شوق ہے؟
- کیا تشحیذ الاذہان کا خریدار ہے اور باقاعدہ

مطالعہ کرتا ہے؟

- کیا درثمین، کلام محمود کی نظمیں کسی حد تک زبانی یاد ہیں؟
- کیا بزرگوں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے؟
- آوارہ گردی، گالی گلوچ، فضول خرچی اور دیگر لغویات میں اپنا وقت تو ضائع نہیں کرتا؟
- کیا مجلس کے کاموں میں حصہ لیتا ہے اور مربیان کرام و منتظمین سے پورا تعاون کرتا ہے؟
- حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ہر احمدی بچے کو روزانہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اللّٰھم صلّ علٰی محمدٍ و اٰلِ محمدٍ ۳۳ بار اور استغفر اللہ ربّی من کلّ ذنبٍ واتوب الیہ ۱۱ بار پڑھنے کی تاکید کی ہے۔ کیا آپ کے بچے روزانہ اس کا ورد کرتے ہیں؟
- کیا آپ کے بچے محنت اور اسکول کا کام باقاعدہ کرتے ہیں؟
- مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے حضرت امیر المومنین کے ارشاد کی روشنی میں کتابچہ "یاد رکھنے کی باتیں" شائع کیا ہے۔ حضور کی خواہش ہے کہ تمام احمدی بچے اس کو سو فیصدی زبانی یاد کر لیں۔ کیا آپ کے بچوں نے حضور کے ارشاد پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اس کو پوری طرح یاد کر لیا ہے؟
- کیا آپ کے بچوں نے اپنے پیارے امام کی خواہش کے پیش نظر سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کر لی ہیں؟
- مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ امتحانات (ستارہ۔ ہلال۔ قمر۔ بدر) انشاء اللہ العزیز ۲۵ مئی ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک منعقد ہو رہے ہیں۔ کیا آپ کے بچے کے پاس اس کا نصاب جو "کامیابی کی راہیں" کی شکل میں ہے موجود ہے؟

محمد رمضان خادم
سیکرٹری تعلیم
اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

صُلح کا پیغام

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"احمدیت ایک نور ہے۔ احمدیت صلح کا پیغام ہے۔ احمدیت امن کی آواز ہے۔ تم اس نور سے دنیا کو منور کرو۔ تم اس پیغام کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ تم اس آواز کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند کر دو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔"

مبشر میڈیکو
نشتر روڈ ۔۔۔ ملتان
ہر قسم کی ادویات کا دن رات کھلا رہنے والا واحد مرکز
مریضوں کے لیے
ایمبولینس کا ۲۴ گھنٹے انتظام!
ٹیلیفون نمبر:- ۳۴۶۲

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

Monthly **KHALID** *Rabwah*
SHAHADAT 1352 H.S. —— APRIL 1973 —— REGD. No. L 5830
Editor : ABDUL BASIT SHAHID

Nusrat Art Press, Rabwah.